مری آزمائشوں
کا حاصل

تالیف:

ھناء الصنیع

ترجمہ:

سیف الرحمن حفظ الرحمن تیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہے جس نے یہ فرمایا کہ:

﴿إِنَّا خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَـٰهُ سَمِيعًۢا بَصِيرًا ﴿٢﴾﴾ [سورة الإنسان:2].

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے امتحان کے لئے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔

درود وسلام نازل ہو اللہ کے رسول پر جن کا ارشاد ہے کہ:

((اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری کی تکالیف اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے)) صحیح بخاری

بسا اوقات زندگی میں آپ مصیبتوں سے دوچار ہوتے ہوں گے ... آپ ہمت نہ ہاریں، یہ نہ سمجھیں کہ آپ اکیلے ایسے انسان ہیں جس پر مصائب نازل ہوتے ہیں... تمام لوگوں کو مصیبتوں سے گزرنا ہوتا ہے، اس حقیقت کو اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ فِى كَبَدٍ ﴿٤﴾﴾ [سورة البلد:4].

ترجمہ: یقیناً ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا۔

میرے دوست! حوصلہ رکھیں کہ پوری زندگی کوچ کر جانے والی ہے۔

میرے دوست! مجھے اپنے ہاتھ تھما دیں کہ دل کی یہ فطرت ہی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے۔

میرے دوست! آپ چاہیں جتنا رو لیں، ہر مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

میرے دوست! ہماری یہ دنیا ہماری حقیقی منزل کا راستہ ہے، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے لیکن..

رد عمل ایک چیز ہے اور مصیبت وآزمائش ایک اور چیز..اس موقع پر ایمان کا امتحان ہوتا ہے..انسان کی کرامت اور اہانت کا درست اندازہ ہوتا ہے، اس لئے آپ خوش اور راضی رہا کریں تاکہ کریم اور منان (اللہ) کے نزدیک آپ کی منزلت بلند ہوتی رہے۔

اور آپ جنت کی بلندی طے کرتے رہیں، اس سے ہوشیار رہیں کہ اللہ کی تقدیر سے آپ ناراضگی کا اظہار کرکے گناہ اور خسارے کا سودہ مول لے لیں۔

پست آواز میں خود اپنے آپ کو جواب دیں:

جب اللہ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا تو اس وقت آپ کا رد عمل کیا تھا؟

کیا آپ اللہ کی تقدیر سے راضی تھی یا(....)؟

کیا آپ کے ایمان میں اضافہ ہوا یا کمی آگئی؟

آپ کا دل کس سے لگا ہوا تھا..؟اللہ سے؟ یا اسباب سے..؟ یا کسی چیز سے نہیں..؟

ٹھیک ہے... آپ کا جو بھی جواب ہو مجھے ان لوگوں کے دل کی آواز سنی ہے جو آپ ہی کی طرح مصائب سے دوچار ہوئے، ہوسکتا ہے ان کے دل کی صدا میں آپ کے لئے راحت دل کا سامان مل جائے، اس سے آپ کی ہمت بلند ہو، ایمان میں بڑھوتری آئے، اور آپ کے لئے صبر جمیل کی راہ ہموار ہوسکے

...﴿فَصَبۡرٞ جَمِيلٞۖ﴾ [سورة يوسف:18]

ترجمہ: صبر ہی بہتر ہے

اس آیت میں غور کریں، یہی نجات کا راستہ ہے..

اس کتاب کے صفحات کے ذریعہ آزمائش اور مصیبت کے متلاطم موجوں کو عبور کرنے کی کوشش کریں، بالآخر آپ امن وامان کے قریبی اور کشادہ ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہوں گے..

هناء الصنيع

ریاض۔۱۴۳۹ھ

Hana.s3a@gmail.com

....آزمائش نے ہمیں سکھایا....

❖ آزمائش نے اللہ کے فضل سے ہمیں یہ سیکھ دیا کہ وہ راستہ میرے سامنے واضح طور پر نظر آنے لگا جس پر مجھے اپنی تخلیق کا مقصد حاصل کرنے اور اپنی زندگی کے بچے کھچے لمحات بتانے کے لئے چلنا ہے، اللہ فرماتا ہے:﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾﴾ [سورة الذاريات:56].

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں۔

❖ مخلوق کے ساتھ احسان روا رکھیں، ان پر رحم کریں رحمن آپ پر مہربان ہو گا، آپ کی مصیبت دور کر دے گا، بندے پر اللہ کی رحمت نازل ہونے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ ان کسی پریشانی اور مصیبت دور ہو جائے بلکہ کبھی کبھار مصائب سے جوجھتے رہنا ہی اس کے لئے عین رحمت ثابت ہوتی ہے، اللہ فرماتا ہے:﴿ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ [سورة الأعراف:56].

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے قریب ہے۔

آپ کو رحمت الہی کی شدید حاجت ہے تاکہ آپ کو رحیم ومہربان پالنہار کی رحمتوں کے جھونکے نصیب ہو سکیں اور رب آپ پر مہربان ہو جائے ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:(رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا)[1] ۔

❖ اپنا دل صرف ایک اللہ سے وابستہ رکھیں، اللہ کے سوا کسی اور سے وابستگی رکھنے والے سارے لوگ رسوا ہوتے ہیں، خواہ جس سے وابستگی رکھی جائے وہ ((شوہر بیوی، بھائی، رشتہ

---

(1) اسے امام ترمذی نے اپنے سنن میں روایت کیا اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

دار، دوست واحباب، نوکری پیشہ اورمال ودولت ہی کیوں نہ ہوں))..یادرکھیں یہ سب آپ کو رسوا کرنے والے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:(جس نے کوئی چیز لٹکائی-اور اس سے دل وابستہ کرلیا-وہ اسی کے سپرد کردیا گیا)[1] ۔اور جسے کسی مخلوق کے سپرد کردیا جائے وہ ضائع اور برباد ہو جاتا ہے۔

❖ آزمائش نے مجھے یہ سکھایا کہ میں مصیبت زدوں کا درد کیسے محسوس کروں، کمزور ایمان والے مصائب کے بارے میں کیا سوچتے ہیں اور مضبوط ایمان والے پریشانی اور آزمائش سے کیسے نمٹتے ہیں، ان کی ضرورتیں کیا ہیں اور انہیں کیسے جلد از جلد پورا کیا جاسکتا ہے، انہیں کن چیزوں سے تنگی اور کلفت ہوتی ہے اور اس سے انہیں کیسے دور رکھا جاسکتا ہے، اللہ کے رسول کا ارشاد گرامی ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن-کامل- نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے)[2] ۔

❖ اگر آپ پریشانی اور کلفت کو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مثبت طاقت میں تبدیل کرنے کا ہنر رکھتے ہیں تو جان لیں کہ آپ مضبوط ارادے کے حامل شخص ہیں، اللہ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمۡۗ﴾ [سورة الرعد:11].

ترجمہ: کسی قوم کی حالت اللہ تعالی نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔

تبدیلی ہمارے اندروں سے شروع ہوتی ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ پر صدق دل سے بھروسہ اور توکل کیا جائے۔

❖ پوری زندگی ہم سیکھتے رہتے ہیں... کبھی جب ہم غور وفکر کرتے ہیں تو سیکھتے ہیں... کبھی جب ہمیں درد اور دکھ پہنچتا ہے تو سیکھ ملتی ہے..اسی طرح ہم نت نئے تجربات سے بھی سیکھتے

---

(1) اسے البانی نے صحیح الترمذی میں روایت کیا ہے

(2) صحیح بخاری

ہیں... کبھی ہم نعمتوں سے سیکھتے ہیں ....تو کبھی سزا اور نقمت سے سیکھتے ہیں...یہ سب ہمارے لئے باعث درس وعبرت ہوتے ہیں اور ان کے اندر حکمتیں پوشیدہ رہا کرتی ہیں۔

❖ آزمائش اور مصیبت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے آپ کا دل نرم ہونے کے ساتھ ساتھ مضبوط بھی ہوتا ہے ، ((جو چوٹ آپ کی جان نہ لے سکے وہ آپ کو مضبوط بنا دیتی ہے))۔

❖ اذن الہی سے آپ کا زخم مندمل ہو جائے گا اور اس کے اثرات غائب ہو جائیں گے ، دنیا جائے امتحان ہے ، کل یہ سب ختم ہو جائے گا ، اس لئے صبر وشکیبائی کا دامن تھامے رہیں اور گھبراہٹ سے دامن کش رہیں۔

ولا حزن يدوم ولا سرور ولا بؤس عليك ولا رخاء

ترجمہ: نہ کوئی غم ہمیشہ رہتا ہے اور نہ کوئی خوشی مدام ہوتی ہے ، نہ کوئی شامت آپ سے دامن گیر ہو کر رہ جاتی ہے اور نہ ہی خوش حالی سدا آپ کے ہمراہ رہتی ہے۔

❖ مصیبت سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ انسان فی نفسہ کمزور مخلوق ہے ، توانا اور غالب پالنہار کی بدولت اسے تقویت حاصل ہوتی ہے...اس لئے آپ یہ دعا پڑھتے رہیں کہ : لا حول ولا قوۃ الا باللہ ، یعنی کہ : اللہ کے سوا کسی کی نہ کوئی قوت ہے نہ طاقت ، بہ کثرت اس کا ورد کیا کریں کیوں کہ اس سے مشکلیں آسان ہوتی ہیں ، بوجھ ہلکا ہوتا ہے ، تاریکی چھٹ جاتی اور صبح نو نمودار ہوتی ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو کیوں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے)[1] ۔

یہ جنت کا خزانہ اس لئے ہے کہ اس میں (اللہ کے علاوہ) ہر طرح کی طاقت وقوت سے دستبرداری کا اظہار کیا گیا ہے اور یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ اللہ کی مشیئت اور مدد کے بغیر نہ تو کوئی حالت تبدیل کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی چیز کی درست پلاننگ اور تدبیر کی جاسکتی ہے۔

---

(1) صحیح بخاری

❖ ابتلاء وآزمائش ایسے ہی ہے جیسے آپ کی زندگی کی زمین پر گھر بار کو نچوڑنا اور اس کے ساتھ زندگی کی رمق اپنے ساتھ رکھنا تاکہ آپ کی زمین صاف ستھری رہے، یہ ایک ایسی چیز ہے جسے آپ چاہتے تو نہیں ہیں لیکن آپ کو اس کی ضرورت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (مومن مرد اور عورت کی جان، اولاد، اور مال میں آزمائشیں آتی رہتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ مرنے کے بعد اللہ سے ملاقات کرتے ہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا)[1]۔

(مایزال البلاء بالمومن): حدیث کا یہ ٹکڑا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مصیبت آتی جاتی رہتی ہے، رکتی نہیں، آزمائش کوئی ایسی چیز نہیں کہ ایک بار آئی اور پھر سب کچھ بدستور ٹھیک ہو جائے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ بسا اوقات عافیت اور سکون کے ایام مصیبت اور آزمائش کے دن سے زیادہ ہوتے ہیں، لیکن انسان ہمیشہ کسی نہ کسی دکھ میں مبتلا رہتا ہے، اور اس کی زندگی حسی اور معنوی درد والم سے جوجھتی رہتی ہے۔

❖ جب اللہ آپ کو کسی من چاہی نعمت سے محروم رکھتا ہے تو در اصل اللہ اس نعمت کے اندر چھپے ہوئے شر سے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے جس سے آپ بے خبر رہتے ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيْـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٢١٦﴾ [سورة البقرة:216].

ترجمہ: اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، حقیقی علم اللہ ہی کو ہے، تم محض بے خبر ہو۔

❖ وہ اپنے رب کی یاد میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگی، روتی بلکتی، رب کے سامنے اپنی شکایت پیش کرتی اور اپنے حالات بیان کرتی رہی، پھر اسے آسانی اور خوش حالی مل گئی!..

---

(1) اسے امام ترمذی نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ: حدیث حسن صحیح ہے

لوگوں کے درمیان بیٹھ کر رونا دھونا کرنے لگی، انہیں اپنے شکوے اور اپنی کتھا سنانے لگی، لوگوں نے اس کے غم اور دکھ درد کو اور بڑھادیا.. سچ کہا ہے کہنے والے نے کہ:

شكا للناس من وجع عصي فصار به وبالشكوى شقيا
وحين شكا لرب الناس هلّت سحائب لم تدع وجعا عصيا

ترجمہ: لوگوں سے اس نے اپنی سخت تکلیف کی شکایت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تکلیف اور شکایت دونوں ہی اس کی شقاوت کا سبب بن گئے۔

اور جب اس نے اپنے دکھ درد کا شکوہ لوگوں کے پالنہار سے کیا تو ایسے بادل نمودار ہوئے جو سارے رنج والم اڑالے گئے۔

❖ مصیبت کے وقت اللہ مہربان کی جو مہربانیاں ہوتی ہیں ان پر غور وفکر کریں، مہربانیوں کا انکاری بن کر ان سے آنکھیں نہ موندلیں، جب آپ اللہ کی مہربانیوں پر غور کریں گے تو آپ کو محبت اور راحت کا احساس ہوگا... کیوں کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ مصیبتیں بہت بڑی نہیں ہیں، نہ ہی اللہ نے آپ کو دین کے معاملے میں آزمائش سے دوچار کیاہے، اور اللہ نے آپ کو مصیبت سے دوچار کیاہے تو اس پر صبر کرنے کی صلاحیت سے بھی نوازاہے، اس طرح اللہ کی مہربانیوں پر صرف ایک بندہ مومن ہی غور وفکر کرسکتاہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (مومن کا حال بہت عجیب ہے، اس کا ثواب کہیں نہیں جاتا، مومن کے علاوہ یہ بات کسی کو حاصل نہیں، اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے اور جب اس کو نقصان پہنچتاہے تو صبر کرتا ہے، اس میں بھی اس کے لئے ثواب ہے)[1]۔

اہل علم کہتے ہیں کہ مومن کے لئے مصیبت کے وقت تین نعمتیں یکجا ہوجاتی ہیں:

۱- گناہ معاف ہونے کی نعمت

۲- اس سے بڑھ کر یہ کہ صبر کا مرتبہ اسے حاصل ہوتا ہے

---

(1) صحیح مسلم

۳-مصیبت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے، اس لئے کہ جب اسے حصول ثواب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ صبر کرنے کا عادی ہو جاتا ہے تو مصیبت اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔

❖ جوں جوں مصیبت سخت ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے آسانی قریب تر ہوتی جاتی ہے، شاعر کہتا ہے کہ:

وإذا مسک الزمان بضر

عظمت دونه الخطوب وجلت

وأتت بعده نوائب أخرى

سئمت نفسك الحياة وملت

فاصبر وانتظر بلوغ الأماني

فالرزايا إذا تولت تولت

وإذا أوهنت قواك وجلت

كشفت عنك جملة وتخلت

ترجمہ: جب پریشانی کا وقت ہوتا ہے تو مصائب بھی بڑے ہوتے ہیں، ایک کے بعد دوسری پریشانی دستک دیتی رہتی ہے یہاں تک کہ دل زندگی سے اکتا جاتا ہے، اس لئے صبر کریں اور آرزو پوری ہونے کا انتظار کریں کیوں کہ مشکلیں جب چلی جاتی ہیں تو چلی ہی جاتی ہیں، جب یہ مشکلیں آپ کو کمزور کر دیتی اور آپ کے لئے پہاڑ بن جاتی ہیں تو پھر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ آپ سے یکسر رخصت ہو کر کافور ہو جاتی ہیں۔

❖ مصیبت وآزمائش سے مجھے یہ بھی سیکھ ملی کہ عمل اور کارکردگی سے آپ کے اندر نشاط، سرگرمی اور تازگی پیدا ہوتی ہے اور آپ حزن وملال سے بالکل باہر آجاتے ہیں...

اے اللہ! میں عاجزی اور کاہلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں.. اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (زبردست مسلمان اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور اللہ تعالی کو ناتواں مسلمان سے زیادہ پسند ہے اور ہر ایک طرح کا مسلمان بہتر ہے، ان کاموں کی حرص وچاہت کر جو تجھ کو مفید ہوں،

اور اللہ سے مدد مانگ اور ہمت مت ہار اور تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یہ مصیبت کیوں آتی لیکن یوں کہ کہ اللہ تعالی کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا۔ اگر مگر کرنا شیطان کے لئے راہ کھولنا ہے)[1] ۔

مصیبت کے وقت کام کرتے رہنے اور اپنی کارکردگی جاری رکھنے کی ایک دلیل اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان بھی ہے کہ: ﴿ٱلَّذِينَ ٱسۡتَجَابُواْ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ مِنۢ بَعۡدِ مَآ أَصَابَهُمُ ٱلۡقَرۡحُۚ لِلَّذِينَ أَحۡسَنُواْ مِنۡهُمۡ وَٱتَّقَوۡاْ أَجۡرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾﴾ [سورة آل عمران:172].

ترجمہ: جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے ٗ ان میں سے جنہوں نے نیکی اور پرہیز گاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے۔

❖ جب آپ غفلت ولاپرواہی کے ساتھ زندگی کے پہیا کو گھسیٹتے رہتے ہیں ، اس وقت بھی جو شخص آپ کو مضبوط وتوانا کہتا ہے آپ اس کا شکریہ ادا کریں ، آزمائش اور مصیبت آپ کو تکلیف دہ طاقت کے ساتھ بیدار کرتی ہے ... لیکن آپ کو اس سے فائدہ بھی ہوتا ہے ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے کچھ درد اور دکھ سے دوچار کرتا ہے)[2] ۔حدیث کا معنی یہ ہے کہ:((اللہ دنیا وآخرت میں درجات کی بلندی ، گناہ کی معافی اور نیکیوں میں بڑھوتری کے ذریعہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے ، اسے مختلف قسم کی پریشانیوں سے دوچار کرتا ہے ، جن سے اس کے اندر تکلیف ودرد ، بیماری وپریشانی ، حزن وملال پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالی اس کے لئے ایسے تکلیف دہ حالات پیدا کر دیتا ہے کہ جن سے اس کا ذہن مکدر ہو جاتا ہے ... کبھی یہ تکلیف دہ حالت اسے مال ومتاع کے سلسلے میں ہوتی ہے تو کبھی آل واولاد میں ، کبھی احباب اور رشتہ داروں میں ، یہ تمام صورت حال اللہ اس لئے پیدا کرتا ہے کیوں کہ ان میں بندہ مومن کے لئے نیکی اور بھلائی پنہاں ہوتی ہے ، جب انسان کے اندر یہ شعور پیدا ہو جائے کہ یہ سب اس کی بھلائی کے لئے ہو رہا ہے تو پھر کوئی وجہ

---

(1) صحیح مسلم

(2) صحیح بخاری

نہیں باقی رہ جائے گی کہ وہ بھی اسی طرح حسرت وافسوس کرے جس طرح دنیا ہاتھ سے نکل جانے پر یا تکلیف دہ معاملات یا تشویش ناک صورت حال پیش آنے پر اکثر لوگ کیا کرتے ہیں، ایسے انسان کے ساتھ اللہ صرف خیر وبھلائی ہی چاہتا ہے))[1] ۔

❖ اے آزمائش زدہ انسان... جلد از جلد گناہوں سے توبہ کرلیں، حق دار کا حق ادا کریں، اس سے آپ کو شرح صدر اور ایسا راضی بہ رضا دل کی ضمانت فراہم ہوتی ہے جو خوش حالی کے حصول اور پریشانی کے ازالے سے قریب تر ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي يَقْبَلُ ٱلتَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِۦ وَيَعْفُوا۟ عَنِ ٱلسَّيِّـَٔاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾﴾ [سورة الشورى: 25].

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو سب جانتا ہے۔

❖ آپ تقدیر سے رسہ کشی نہ ہوں اور نہ ہی اس سے عداوت رکھیں، اس سے آپ خود کو تھکا لیں گے.... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (بڑی مصیبت پر بڑا اجر وثواب ملتا ہے، اللہ تعالی جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے، جو اس آزمائش سے راضی رہتا ہے اسے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، اور جو اس پر نالاں اور خفا ہوتا ہے اسے ناراضگی اور اللہ کی خفگی ملتی ہے)[2] ۔ آزمائش اور مصیبت میں گھرے ہوئے انسان کے لئے رضا کی جنت سے زیادہ کوئی بھی چیز سعادت بخش نہیں ہو سکتی۔

❖ جب جب آپ کو ایسا لگے گا کہ آپ راز حیات سے آشنا ہو چکے ہیں، تب ہی اچانک آپ پر یہ منکشف ہو گا کہ نہیں آپ تو اب بھی زندگی کے مدرسہ میں ابتدائی درجہ ہی کے طالب ہیں... اللہ ہمیں نفع بخش علم عطا فرما۔

---

(1) ڈاکٹر خالد السبت

(2) اسے البانی نے صحیح الترغیب میں حسن قرار دیا ہے

اے وہم وگمان کے شکار انسان کھڑے ہوجا اور اہل خرد سے پوچھ کہ انسان کی اصل قیمت اور اس کی حقیقی رفعت کیا ہے؟

گوش بر آواز ہوجا کہ زندگی تمہیں خود بیان کرے گی کہ یہ زندگی ادب اور فقہ وفہم کی استاد ہے۔

کمربستہ ہوجائیں کہ زندگی کا مدرسہ بہت بلیغ ہے، وہ سبق پڑھاتی ہے اور کیا خوب پڑھاتی ہے۔

زندگی سے سوال کرو، اگر وہ خاموش رہے تو جان لو کہ اس کی خاموشی بھی وضاحت اور صراحت سے کہیں زیادہ واضح ہوتی ہے[1]۔

❖ نیکی اور اچھائی کا کام کریں اور اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (بھلائی کے کام انسان کو برے انجام اور آفت وہلاکت سے محفوظ رکھتے ہیں)[2]۔ مصیبت میں گھرے لوگوں کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ وہ بھلائی اور نیکی کے کام کریں تاکہ اذن الٰہی سے ان کی آفت وتباہی دور ہو سکے اور وہ برے انجام سے محفوظ رہ سکیں۔

❖ آزمائش زدہ انسان کی سعادت اس کے صبر سے جڑی ہوتی ہے... اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خوش بخت انسان وہ ہے جو فتنوں سے محفوظ رہتا ہے، سعادت مند وہ ہے جو فتنوں سے بچا رہتا ہے، یقینا خوش بخت وہ ہے جو فتنوں سے دور رہتا ہے، اور جو آزمائش سے دوچار ہو اور اس پر صبر کرے اس کا عمل قابل رشک وتحسین ہے)[3]۔

حدیث میں (ولمن ابتلي) کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ جو آزمائش سے دوچار ہوا اور جس نے ان فتنوں کا سامنا کیا۔

---

(1) شاعر عبد اللہ البردونی کے اشعار

(2) البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے

(3) اسے البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں صحیح قرار دیا ہے

(فصـــبر) : اس مصیبت وآزمائش پر صبر کیا، نہ تو فتنے سے دھوکا کھایا اور نہ فتنے کے شر میں واقع ہوا اور نہ فتنوں کا حصہ بنا، اور جو اس پر ظلم ہوا اسے برداشت کر گیا۔

(فوا ھا): یعنی قابل تحسین ہے وہ جس نے اس پر صبر کیا، اس کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ: جو آزمائش سے دوچار ہوا اور اس کا سامنا کیا اس پر حسرت وافسوس ہے۔

❖ مصیبت کے وقت زیادہ سے زیادہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کریں اس سے آپ فائدے میں رہیں گے، اور یہی آپ کے لئے کشادگی حال کا راستہ بھی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾ [سورة البقرة:155-157].

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

ابتلاء: کے معنی ہوتے ہیں آزمائش اور امتحان کے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ امتحان دینے والے کی صلاحیت، طاقت اور کمزوری کا درست اندازہ ہو سکے۔

صبر: یہ ہے کہ نفس کو ناپسندیدہ اور مشقت آمیز چیزیں برداشت کرنے کا عادی بنایا جائے۔

مصیبت: سے مراد وہ پریشانی اور تکلیف ہے جو انسان کو اپنے نفس، یا اہل وعیال یا مال ودولت میں لاحق ہوتی ہے۔

صلوات: صلاۃ کی جمع ہے، جو کہ اللہ تعالی کی طرف سے ہوتی ہے اور اس سے مراد اللہ کی مغفرت ہے، کیوں کہ آیت کے اندر اس کے بعد رحمت کا ذکر آیا ہے اس لئے اس کا مناسب معنی مغفرت ہی ہو سکتا ہے۔

رحمۃ: رحمت انعام کو کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے مسرت آمیز چیز حاصل کرنا اور نقصاندہ چیز کو دفع کرنا، اس کی سب سے بڑی مثال جنت کا دخول اور جہنم سے نجات حاصل کرنا ہے۔

المھتدون: یعنی وہ راہ سعادت اور تکمیل ایمان کے راہی ہیں، آزمائش الہی اور اس پر صبر و شکیبائی کرنے کے راستے پر گامزن ہیں۔

❖ آزمائش اور مصیبت آپ کی شخصیت کو سنوارتی اور نکھارتی ہے، حادثات زمانہ سے رو در رو ہونے کا تجربہ عطا کرتی ہے، اور وقت کے ساتھ آپ شاعر کے اس شعر کے مصداق ہو جاتے ہیں کہ:

لا يملأ الهول قلبي قبل وقعته ولا أضيق به ذرعا إذا وقعا[1]

ترجمہ: مصیبت نازل ہونے سے پہلے میرے دل میں خوف کی کوئی جگہ نہیں ہوتی اور نہ نازل ہونے کے بعد ہی مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے۔

آزمائش آپ کی ذات کو آپ کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے اور آپ بہ آسانی اس کی اصلیت کا اندازہ لگا سکتے اور اس کی کجی و کمی کی اصلاح کر سکتے ہیں، سچ کہا ہے کہنے والے نے:

وإني ضعيف إذا كنت وحدي وإني قوي برب السماء

ترجمہ: میں تنہا تو بہت کمزور و ناتواں ہوں لیکن آسمان کے پالنہار سے میری وابستگی مجھے تونگر و توانا بنا دیتی ہے۔

❖ آزمائش اور مصیبت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ: وہ آپ کو اہم اور ترجیحی چیزوں پر توجہ رکھنا سکھاتی ہے اور کمالیاتی چیزوں سے بے توجہی برتنے پر ابھارتی ہے، اس سے آپ کی مختصر سی زندگی اور تیز رفتار زمانے کی بہت سی کمی کوتاہی کا ادراک ہو جاتا ہے، اللہ فرماتا ہے:

---

(1) یہ شعر لقیط ابن زرارہ کا ہے

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾﴾ [سورة المؤمنون:115].

ترجمہ: کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔

❖ آزمائش کی زندگی گزارنے کا مطلب ہے کہ آپ نے صبر، رضا، شکر اور اجر وثواب کی امید کے بارے میں جو کچھ بھی نظری معلومات حاصل کی ہے، اب آپ ان کا عملی تجربہ کر رہے ہیں۔

❖ آزمائش دنیا سے آپ کی گہری وابستگی پر ضرب لگاتی ہے اور آپ دنیا کے فتنے سے بچے رہتے ہیں۔

النفس تبكي على الدنيا وقد علمت أن السلامة فيها ترك ما فيها

ترجمہ: نفس دنیا پر روتی ہے جب کہ وہ اس سے واقف ہے کہ دنیاوی زندگی کی سلامتی اسی میں ہے کہ دنیا کی آرائش سے کنارہ کش رہا جائے۔

❖ کوشش کریں کہ ماضی کے رنج وغم بھول جائیں اس لئے کہ حزن وملال کو یاد کرنے سے اس کا درد پھر سے جاگ جاتا ہے... صرف آپ اس پر اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھیں، اور اسے بھولنے کی کوشش کرتے رہیں، یاد کرنے سے حزن وملال تازہ ہو جاتا ہے...

تذكرت في أوطاني الأهل والصحبا فأرسلت دمعا فاض وابله سكبا

وبت طريد النوم أختلس الكرى بشاخص طرف الدجى يرقب الشهبا[1]

ترجمہ: میں نے اپنے ملک میں رہنے والے اہل وعیال اور دوست واحباب کو یاد کیا، میرے آنسو ایسے بہ پڑے کہ گویا دریا بہ پڑا ہو۔

رات بھر نیند مجھ سے روٹھی رہی اور میں گھپ اندھیرے میں ستارہ پر نظر ٹکائے ٹکٹکی لگاتا رہا۔

(1) یہ اشعار معروف الرصافی کے ہیں

❖ مسکراہٹ سے آپ کو خوشی ملتی ہے اور ترش روئی آپ کو غمزدہ کر دیتی ہے، درد ہلکا کرنے کے لئے مسکراتے رہیں، مسکرانا خوش بختی حاصل کرنے کی ترکیب ہے، یہ رضا بہ قضاء کی ابتدا ہے اور اس سے بہرہ مند ہونے میں معاون ثابت ہوتی ہے، مصیبت وآزمائش سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی ذات کا تعاون کریں، اگر آپ دل شکستہ ہوں گے تو آزمائش کا بوجھ نہ اٹھا سکیں گے، دل سے مسکرائیں، ابھی شروع کریں، مسکرانا خود آپ کا کام ہے، مسکرانے کے لئے آپ کو کسی دوسرے کی کوئی ضرورت نہیں!... اپنے دل کو اذن الٰہی سے نفسیاتی سکون وسلامتی اور دلی راحت وخوشی کا تحفہ دینے کے لئے آپ مسکراتے رہیں۔

❖ آزمائش کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے سوا ہر کسی سے بے تعلقی رکھنے پر آپ کی مدد کرتی اور اس کا عملی تجربہ فراہم کرتی ہے، جو کہ کمال توحید کی نشانی ہے... ابن القیم رحمہ اللہ مدارج السالکین میں رقم طراز ہیں:

((دل میں بگاڑ پیدا کرنے والا تیسرا عنصر: اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ کسی اور سے تعلق رکھنا، یہ مطلقا دل میں بگاڑ پیدا کرنے والا سب سے بڑا عنصر ہے۔ دل کے لئے اس سے زیادہ نقصاندہ کوئی اور چیز نہیں، اور نہ ہی اس کے فائدے اور خوشی وسعادت کو اس سے زیادہ کوئی چیز غارت کرتی ہے، اس لئے کہ جب دل اللہ کے سوا کسی اور سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اللہ اسے اس کے ہی سپرد کر دیتا ہے، اور اس کی جانب سے اسے رسوا بھی کرتا ہے، اور غیر اللہ سے تعلق رکھنے اور اس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے اللہ سے جس مقصد کی تمنا اسے رہتی ہے وہ بھی فوت ہو جاتا ہے، بہ طور انجام نہ تو اسے اللہ سے کچھ مل پاتا ہے اور نہ ہی وہ امید بر آتی ہے جس بنیاد پر غیر اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ: جس بنیاد پر شرک کی عمارت کھڑی ہوتی ہے وہ ہے: غیر اللہ سے وابستگی اور تعلق داری رکھنا))۔

جب آپ اپنی مصیبت کے بارے میں بات کریں تو اس سلسلے میں رب کی مہربانیوں کو بھی شمار کریں، رہی بات اس کی تکلیف کی تو اس پر لطیف وخبیر کی پاک ذات سے ثواب کی امید رکھیں۔

یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ: بندے کو بھلائی کی رہنمائی کرتا اور اسے ایسے پوشیدہ طریقوں سے شر سے محفوظ رکھتا ہے کہ وہ محسوس بھی نہیں کرپاتا، اسے ایسے رزق سے نوازتا ہے جو اس کے خیال میں بھی نہیں رہتا، اسے ایسے اسباب سے روشناس کراتا ہے جو طبیعت پر توشاق ہوتے ہیں لیکن ان سے بلندی درجات اور رفعت منزلت کی راہیں طے ہوتی ہیں...((یہی وجہ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حالات کی گردش سے دوچار ہوئے، اپنے خواب، بھائیوں کا ان سے حسد، انہیں ان کے والد سے دور کرنے کی سازش، پھر عورتوں کے ذریعہ آزمائے جانے، جیل کی زندگی گزارنے، پھر بادشاہ کے ایک عظیم خواب کے نتیجے میں جیل سے رہا ہونے جیسے مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد وہ مرحلہ آیا کہ انہیں مسرت بخش اجتماع حاصل ہوا جس سے ساری کدورتیں دور ہو گئیں ، سبھوں کے حالات اچھے ہوگئے، (نبوت ورسالت کے لئے) یوسف علیہ السلام کا حسن انتخاب عمل میں آیا، یوسف علیہ السلام کو یہ معلوم ہوگیا کہ یہ اور ان جیسی ساری آزمائشیں ان کے حق میں اللہ کی مہربانیاں ہی تھیں، چانچہ انہوں نے اس نعمت کا اعترف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ۝١٠٠﴾ [سورة يوسف:100].

ترجمہ: میرا رب جو چاہے اس کے لئے بہترین تدبیر کرنے والا ہے اور وہ بہت علم اور حکمت والا ہے۔

یعنی کہ: اللہ کی مہربانی اور اس کا فضل خاص انہی بندوں پر ہوتا ہے جن کے بارے میں اللہ یہ جانتا ہے کہ وہ اس کے حقدار اور مستحق ہیں، اللہ مہربانی کی جگہ پر ہی مہربانی کرتا ہے، اللہ کو زیادہ علم ہے کہ اسے کس جگہ پر اپنا فضل نازل کرنا ہے))[1] ۔

ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وهو اللطيف بعبده ولعبده	واللطف في أوصافه نوعان
إدراك أسرار الأمور بخبرة	واللطف عند مواقع الإحسان

(1) علامہ سعدی کی کتاب تفسیر اسماء اللہ الحسنی

فيريك عزته ويبدي لطفه   والعبد في الغفلات عن ذا الشان

ترجمہ: اللہ اپنے بندے پر مہربان اور اس کے راز و نیاز سے باخبر ہے، اللہ کی صفت لطف کی دو قسمیں ہیں۔

معاملات کے راز و نیاز کی گہری جانکاری اور احسان کی جگہ پر لطف و مہربانی۔

اللہ اپنی قوت و سطوت بھی دکھاتا ہے اور اپنا لطف و مہربانی بھی ظاہر کرتا ہے، جب کہ بندہ اس حقیقت سے غافل اور لاپرواہ رہتا ہے۔

آپ نہیں جانتے کہ محرومی میں اس کمزور وناتواں بندہ کے لئے بڑی رحمت و مہربانی پوشیدہ ہوتی ہے، اسی بہانے اللہ اس کے لئے عبادت و بندگی، تقرب اور معرفت وآگہی کے دروازے کھول دیتا ہے۔رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (اللہ اپنے مومن بندے کو دنیا سے باز (محروم) رکھتا ہے جبکہ اسے دنیا کی چاہت ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح تم اپنے مریض کو کھانے پینے سے باز رکھتے ہو)[1]۔

اس حدیث میں حمایت کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں: بندہ اور دنیا کی نعمت و شہوت کے درمیان اللہ حائل ہو جاتا ہے اور اس کی شادابی و رنگینی سے اسے بچائے رکھتا ہے تاکہ اس کی محبت میں اس کا دل بیمار نہ ہو جائے' وہ دنیا کی وارفتگی میں آخرت کو ناپسند کرنے لگے، معلوم ہوا کہ یہ محرومی دراصل دنیا کی آلائش سے ایک قسم کی حفاظت و نگہبانی ہے۔

❖ جنت میں کسی قسم کا کوئی حزن وملال نہیں ہوگا...

﴿وَقَالُوا۟ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِىٓ أَذْهَبَ عَنَّا ٱلْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾﴾ [سورة فاطر:34].

ترجمہ: اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہم سے غم دور کیا۔بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

(1) البانی نے صحیح الترغیب میں اسے صحیح قرار دیا ہے

- آزمائش انسان کو حکمت ودانائی سکھاتی ہے۔
- اصل مصیبت تو یہ ہے کہ آپ مصیبت سے بھی کچھ نہ سیکھیں۔
- مصیبت وآزمائش سے مجھے یہ سیکھ ملی ہے کہ ہمیں کبھی کبھار بعض محرومی کی بھی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ہمیں جو نعمتیں حاصل ہیں ان کی خوبصورتی کو محسوس کر سکیں اور اللہ کی حمد بیان کریں اور اس کی نوازش پر قناعت کریں:﴿ كَلَّآ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَيَطۡغَىٰٓ ﴿٦﴾ أَن رَّءَاهُ ٱسۡتَغۡنَىٰٓ ﴿٧﴾﴾ [سورة العلق:6-7].

ترجمہ: سچ مچ انسان تو آپے سے باہر ہو جاتا ہے' اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بے پروایا تونگر سمجھتا ہے۔

سب سے بڑی آزمائش وہ ہے جو دین کے معاملے میں ہو، اس کے علاوہ ساری آزمائش آسان ہیں، اللہ فرماتا ہے:﴿ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ ٱلۡبَلَٰٓؤُاْ ٱلۡمُبِينُ ﴿١٠٦﴾﴾ [سورة الصافات:106].

ترجمہ: درحقیقت یہ کھلا امتحان ہے۔

اللہ نے یہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ثابت قدم رہنے اور اپنے لخت جگر کو راہ الہی میں قربان کر دینے کے حکم کو روبہ عمل لانے کی آزمائش کے سیاق میں ذکر فرمایا ہے... اللہ نے اسے واضح آزمائش سے تعبیر کیا ہے، اسے مال ودولت کے خسارہ اور بیماری کے حادثات سے تعبیر نہیں کیا...((اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے حکم میں اللہ کی بڑی مصلحت یہ پنہاں تھی کہ: ابراہیم علیہ السلام کا دل اللہ سے وابستہ رہے، اللہ ہی پر ان کا توکل اور بھروسہ ہو، ان کے دل میں اللہ کے سوا کسی اور کا بسیرا نہ ہو، یہاں تک کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے اپنے پالنہار کے سوا کسی سے بھی مدد نہیں طلب کی، لیکن جب اللہ نے زندگی بھر کی محرومی کے بعد اولاد سے نوازا اور وہ اولاد بلوغت کو پہنچ گئی اور اس سے ہر طرح کے خیر وبھلائی کی امیدیں کی جانے لگی تو اللہ نے جو بہت زیادہ علم والا ہے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بندہ ابراہیم کے دل کا امتحان لے تاکہ جس نبی کو اللہ نے اپنا خلیل بنایا اس کے دل میں اس کی اولاد کی محبت کا اندازہ لگا سکے

:﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾﴾ [سورة محمد:31].

ترجمہ: یقیناہم تمہاراامتحان کریں گے تا کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کردیں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں۔

ابراہیم خلیل نے اپنے رب کے سامنے اعلان کیا کہ: ان کا دل اللہ کے لئے خالص ہے، اس کے دل میں اللہ کے سوا کسی کے لئے جگہ نہیں، ان کے خالق وپالنہار کے سواان کے دل میں کسی کی کوئی محبت نہیں، پھر ایسا ہوا کہ چھری کند پڑگئی، بچہ ذبح ہونے سے بچ گیا، جبرئیل امین فدیہ کے طور پر عظیم ذبیحہ کے ساتھ نازل ہوئے اور ابراہیم علیہ السلام کو بانجھ اور بوڑھی بیوی سے ایک دوسری اولاد کی بشارت دی، اللہ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ دنیاوالے جان لیں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے، اور اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تووہ ہو جاتا ہے))[1]۔

❖ اگر مصیبت کی وجہ سے آپ اللہ سے قریب ہونے کے بجائے آپ اس سے دور ہوجاتے ہیں تو جان رکھیں کہ یہ بذات خود ایک الگ مصیبت ہے!، اللہ آپ کے لئے بہترین تسلی فراہم کرے، اللہ فرماتاہے:﴿ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾﴾ [سورة الأنعام:43].

ترجمہ: سوان کو جب ہماری سزا پہنچی تھی تو انہوں نے عاجزی کیوں نہیں اختیار کی؟ لیکن ان کے قلوب سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کردیا۔

❖ آزمائش ومصیبت سمندر کی موجوں کی طرح ہے اور آپ اس سمندر میں کشتی بان اور ناخداہیں، کہاوت ہے کہ:((پرسکون سمندر میں کوئی ماہر ناخدا نہیں بنتا))۔

(1) یحیی البولینی، (المسلم) ویب سائٹ

❖ آپ اگر کسی کے ساتھ کوئی احسان کریں یا اپنے پالنہار کی خاطر کسی سے تعلق داری رکھیں تو آپ کے لئے رحمت الہی اور جلد آنے والی خوش حالی کی بشارت ہے , اللہ فرماتا ہے:﴿ إِنَّ رَحْمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ [سورة الأعراف:56].

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے قریب ہے۔

❖ انسان کئی بار جنم لیتا ہے , اس کی زیادہ تر ولادتیں ابتلاء وآزمائش کی گود میں ہوتی ہیں , کہاوت ہے کہ: ((مصیبت وآزمائش کی کوکھ سے ہی نوازش اور نعمتیں جنم لیتی ہیں))۔

❖ جب آپ کو اللہ کی خاص معیت حاصل ہو جائے گی تو آپ کو اعلی ترین سعادت وخوش بختی محسوس ہوگی:﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا﴾ [سورة التوبة:40].

ترجمہ: غم نہ کر ' یقینا اللہ ہمارے ساتھ ہے

یہ نصرت وتائید کی معیت ہے , جس سے انس ومحبت اور امان واطمینان حاصل ہوتا ہے , خوف وہراس ختم ہو جاتا ہے ..جب آپ کو یہ معیت حاصل ہو جائے تو اس کی حفاظت کریں تاکہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

❖ مصیبت زدہ اور آزمائش سے دوچار انسان اگر رات کو قیام نہیں کرتا ہے تو یہ تعجب کی بات ہے....!

بہ کثرت نماز پڑھا کریں , اس سے آپ کو راحت ملے گی , اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اے بلال! نماز قائم کرو اور اس کے ذریعہ مجھے راحت پہنچاؤ))(1)۔ ہو سکتا ہے کہ محراب ہی سے آپ کو بشارت مل جائے , نماز کو لازم پکڑیں , آسانی اور خوش حالی آپ کو مل کر رہے گی , آپ زکریا علیہ السلام کے قصہ پر غور کریں:

---

(1) اسے البانی نے صحیح ابوداؤد میں صحیح قرار دیا ہے

اللہ فرماتا ہے:﴿ فنادته ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٞ يُصَلِّي فِي ٱلۡمِحۡرَابِ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحۡيَىٰ مُصَدِّقَۢا بِكَلِمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَسَيِّدٗا وَحَصُورٗا وَنَبِيّٗا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٣٩﴾﴾ [سورة آل عمران:39].

ترجمہ: پس فرشتوں نے انہیں آواز دی جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے' کہ اللہ تعالی تجھے یحی کی یقینی خوشخبری دیتا ہے جو اللہ تعالی کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا' سردار' ضابط نفس اور نبی ہے نیک لوگوں میں سے۔

((جب وہ اپنے رب کے ساتھ خصوصی اور شاندار ملاقات میں تھے تب ہی فرشتوں نے انہیں آوازدی، یا یہ کہ جب انہوں نے رب کو پکارا تو اس وسیلہ کا سہارا لیا جو اللہ اپنے نبیوں کو سکھاتا ہے کہ جب بھی انہیں کوئی پریشانی درپیش ہو تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہو جائیں۔ کیا زکریا علیہ السلام نے اپنی رب سے اپنی حاجت نہیں طلب کی؟اگر ہاں تو ہمیں بھی اللہ کے سامنے ہی کھڑے ہونا چاہئے، جب کوئی مشکل وپریشانی درپیش ہو تو ہم میں سے ہر کسی کو حضرت زکریا کا یہ تجربہ آزمانا چاہئے، جب ہمارے معاملات بحران کے شکار ہو جائیں تو ہمیں وضو کرکے اللہ کے حضور کھڑے ہو جانا چاہئے اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہئے، مجھے یقین ہے کہ انسان اس طرح اگر نماز ادا کرے تو سلام پھیرنے سے پہلے ہی خوش حالی وآسانی اس کے آگن میں قدم رنجہ ہو جائے گی، کیا ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعلیم نہیں ملی ہے کہ جب بھی انہیں کوئی مشکل کا سامنا ہوتا آپ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے؟ مشکل پیش آنے کا مطلب ہے کہ: اسباب کا دائرہ تنگ ہو جائے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خالق اسباب کے دربار میں نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے جو دراصل اسباب پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرنے کا درست اور مؤثر طریقہ ہے۔

اپنی ذات کے ارد گرد چکر لگانے سے بہتر ہے کہ اللہ کی طرف جانے والا مختصر ترین راستہ اختیار کیجئے جو کہ نماز ہے، اے اللہ کے بندے! آپ خود کو کیوں اتنا تھکاتے ہیں جب کہ آپ کا پالنہار حکمت والا ہے..پرانے زمانے کی کہاوت ہے کہ:" جس کے سر پر والد کا سایہ ہو اسے کسی چیز کی کوئی فکر نہیں ہوتی " بھلا جس کی زندگی پر پالنہار وپروردگار کا سایہ عاطفت دراز ہو، کیا وہ اس کا زیادہ حقدار نہیں کہ سکون واطمینان کی زندگی گزارے ؟....زکریا علیہ السلام نے اپنی پریشانی میں رب کو پکارا اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، وہ نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ فرشتوں نے انہیں ندا لگایا، فرشتوں نے ان کے نماز سے فارغ ہونے کا بھی انتظار نہ کیا:

﴿ فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب أن الله يبشرك﴾ [سورة آل عمران:39]۔[1]

ترجمہ: پس فرشتوں نے انہیں آواز دی' جب کہ وہ حجرے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے 'کہ اللہ تعالی تجھے یقینی خوشخبری دیتا ہے۔

❖ کچھ پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا... لیکن قضاء وقدر سے راضی رہنے والے بندہ مومن کا دل انہیں برداشت کر جاتا اور بہ خوشی انہیں تحمل کر لیتا ہے، رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے زیادہ مصیبت انبیاء پر آتی ہے، پھر جو ان کے بعد مرتبہ میں ہوتے ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں، بندے کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے، اگر بندہ اپنے دین میں نرم ہوتا ہے تو اس کے دین کے مطابق مصیبت بھی ہوتی ہے، پھر مصیبت بندے کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ بندہ روئے زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

---

(1) شعراوی رحمہ اللہ کی تفسیر

❖ دنیا کی لذتیں ناقص وناتمام ہوتی ہیں جو کہ بڑی محنت اور کدوکاوش سے حاصل ہوتی ہیں، اور بہت تیزی سے ختم ہوجاتی ہیں!.... آخرت کی لذتیں مکمل ہیں ان میں کوئی نقص نہیں، نہ کوئی کدورت وگدلاہٹ ہے اور نہ تھکاوٹ وتھکان، وہ ہمیشہ رہنے والی لذتیں ہیں جو ختم نہیں ہوں گی' وہاں پانے کے لئے یہاں صبر سے کام لیں ، اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَإِنَّ ٱلدَّارَ ٱلْأَخِرَةَ لَهِىَ ٱلْحَيَوَانُ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ ﴾ [سورة العنكبوت:64].

ترجمہ: البتہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے کاش! یہ جانتے ہوتے۔

یعنی کہ: آخرت کے گھر میں ہی ہمیشگی کی زندگی ہوگی جو کہ نہ تو زائل ہوسکے گی اور نہ منقطع، اور نہ ہی وہاں موت آئے گی۔

❖ اللہ پر توکل کے ساتھ صبر کرنا مقصد حاصل کرنے، کامیابی سے ہمکنار ہونے، ملازمت پانے، شادی، تجارت، روزی، نجات، امن وامان اور سکون واطمیان جیسی ضروریات زندگی سے سے بہرہ مند ہونے کے لئے مضبوط ترین سبب اور وسیلہ ہے.... اپنی زندگی میں توکل کو بروئے عمل لانے کا ہنر سیکھ لیں تاکہ آپ ہمیشہ فائدے میں رہیں، اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟ فِى ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۟ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ ٱلْأَخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ ٱلَّذِينَ صَبَرُوا۟ وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٤٢﴾ ﴾ [سورة النحل: 41-42].

ترجمہ: جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا ہے ہم انہیں بہتر سے بہتر ٹھکانا دنیا میں عطا فرمائیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے' کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔

((صبر اور توکل دو ایسی صفتیں ہیں جو اسی وقت حاصل ہوتی ہیں جب انسان کو اللہ اور اللہ کے ماسوا کی آگہی حاصل ہوجائے، اللہ کے ماسوا کی آگہی حاصل ہونے سے یہ بھی

پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز زائل ہو جانے والی ہے, اس کے بعد صبر کرنا اس کے لئے آسان تر ہو جاتا ہے کیوں کہ زائل ہو جانے والی چیز پر صبر کرنا آسان ہے , اور جب اللہ کی معرفت حاصل ہو گی تو اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور اس نے جو روزی لکھ دی ہے وہ مل کر رہے گی , اگر کوئی چیز اسے نہ بھی مل سکے گی تو وہ زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ذات پر اپنا توکل قائم رکھے رہے گا))(1) ۔

❖ مقصد کی حصولیابی کے لئے مختلف مراحل طے کرنے کے بعد جب آپ کے سامنے یہ آشکارہ ہو کہ مقصد کی تعیین ہی میں آپ سے چوک ہو گئی تو ایسی صورت میں حکمت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ از سر نو اپنا ہدف متعین کریں , اور ان لوگوں کے تمسخر کے ڈر سے تکبر میں مبتلا نہ ہوں جنہوں نے آغاز سفر میں ہی آپ کو نصیحت اور مشورے دئے تھے۔

جب تک آپ باحیات ہیں
آپ چلتے رہیں گے اور کچھ ٹھوکر بھی کھائیں گے
کبھی جنگ میں مات بھی کھائیں گے (تو کبھی بازی جیت بھی جائیں گے)

مصیبت پر صبر کرتے ہوئے اللہ سے یہ امید رکھیں کہ اللہ مدد گار ضرور آپ کو اپنا سہارا دے گا اور ہر کسر پوری کرنے والا رب آپ کی بگڑی بھی سنوار دے گا اور بالآخر انجام آپ ہی کے لئے ہو گا , اللہ فرماتا ہے: ﴿فَٱصۡبِرۡۖ إِنَّ ٱلۡعَٰقِبَةَ لِلۡمُتَّقِينَ ٤٩﴾ [سورة هود:49].

ترجمہ: آپ صبر کرتے رہئے' یقین مانئے کہ انجام کار پرہیز گاروں کے لئے ہی ہے۔

شقاوت و شکستگی , کامیابی و کامرانی کے لئے تگ و دو کرنے پر ابھارنے والے دو مضبوط عناصر ہیں , کیوں کہ تبدیلی نہایت ناگزیر چیز ہے , اللہ کے رسول کا ارشاد ہے: (فائدہ

(1) تفسیر رازی

مند کام کی حرص اور چاہت رکھیں اور اللہ سے مدد وتعاون طلب کرتے رہیں اور عاجز نہ ہوں)[1] ۔

❖ آپ رب کی مہربانیوں کو شمار کیوں نہیں کرتے ؟ آپ نعمتوں سے کیوں آنکھ موندے رہتے ہیں؟ اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَذُو فَضۡلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكۡثَرَهُمۡ لَا يَشۡكُرُونَ ﴿٦٠﴾﴾ [سورة يونس:60].

ترجمہ: واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے۔

❖ مصیبت میں گھرے انسان کی رات بڑی دراز ہوتی ہے اور خوشحال لوگوں کی رات نہایت مختصر، صبر سے کام لیں، جلد ہی آپ کی شب دیجور بھی چھٹ جائے گی، پھر جنت ہی آپ کا مسکن ہوگی جس میں کبھی رات نہ ہوگی۔

هون عليك فكل الأمر ينقطع
وخل عنك ضباب الهم يندفع
فكل هم له من بعده فرج
وكل كرب إذا ضاق يتسع
إن البلاء وإن طال الزمان به
الموت يقطعه أو سوف ينقطع

ترجمہ: آپ حوصلہ رکھیں، ہمت نہ ہاریں کہ ساری چیزیں بالآخر ختم ہو جاتی ہیں۔

غم واندوہ کے کہرے سے پریشان نہ ہو، وہ جھٹ جائیں گے۔

ہر غم کے بعد ایک خوشی ہوتی ہے، اور جب مصیبت دائرہ حیات تنگ کر دیتی ہے تو اس کے بعد کشادگی کا ورود ہوتا ہے۔

ابتلاء وآزمائش کی مدت چاہے جتنی بھی طویل ہو جائے موت اس کا دھاگا کاٹ ہی دیتی ہے یا وہ خود ہی اپنی موت مر جاتی ہے۔

(1) صحیح مسلم

❖ ﴿ فَلَوْلَآ أَنَّهُۥ كَانَ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِى بَطْنِهِۦٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ ﴾ [سورة الصافات: 143-144].

ترجمہ: پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے۔

اللہ کی پاکی بیان کرنے والوں کی آزمائش زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔

❖ دنیاوی زندگی میں اگر آپ کو کوئی چیز نہیں مل پاتی ہے تو آپ کے لئے سب سے خوبصورت و دلنشیں اور عمدہ تسلی یہ ہے کہ آپ ایک ایسی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں جو دنیا سے بدرجہا بہتر، کامل ترین اور باقی رہنے والی ہے، الحمدللہ یہ دنیا ہمارے سفر حیات کا آخری پڑاؤ نہیں ہے۔

❖ کتنی ہی نعمتیں ایسی ہیں جو بظاہر آفت و مصیبت معلوم ہوتی ہیں... اور کتنی ہی آزمائشیں ایسی ہیں جو بظاہر نعمت معلوم ہوتی ہیں۔

❖ دنیاوی زندگی کو منصفانہ نظر سے دیکھنے پر حالات کی شدت کرب اور زندگی کے دباؤ میں کمی آجاتی ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب دنیا کی حقیقت کو آشکارا کرنے والی آیات اور احادیث کا صحیح فہم حاصل ہو جائے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

دنیا کی مثال آخرت کے سامنے ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے اور پھر دیکھے کہ اس کی انگلی سمندر کا کتنا پانی اپنے ساتھ لاتی ہے[1]۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ: ((آخرت کی نعمت کے مقابلے میں دنیاوی نعمت کی مقدار اسی طرح ہے، یا دنیاوی آسائش اور اس کی لذت کے زائل ہونے کی مدت آخرت کی

---

(1) البانی نے صحیح الجامع میں اسے صحیح قرار دیا ہے

دائمی نعمتوں کے سامنے اتنی ہی مختصر ہے جتنی کہ سمندر کے پانی کے مقابلے میں انگلی پر لگنے والے پانی کی مقدار ہوتی ہے))[1] ۔

❖ رضاو خوشنودی اور سکون وو قار سے زندگی خوبصورت ودلکش ہو جاتی ہے ، اس آیت پر غور کریں: ﴿هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ لِيَزۡدَادُوٓاْ إِيمَٰنٗا مَّعَ إِيمَٰنِهِمۡۗ﴾ [سورة الفتح:4].

ترجمہ: وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی ہی مومن بندوں پر سکون واطمینان نازل فرماتا ہے ، اس لئے سکون طلب کرنا ہو تو رب سے طلب کریں، لوگوں کے پاس نہ تلاشیں۔

❖ دنیا نہ مل سکے تو دکھی نہ ہوں ، شاید بہت زیادہ دنیا نہ ملنا ہی آپ کے لئے بہتر ہو ، بلکہ آخرت کے فوت ہونے پر دکھ اور درد محسوس کریں اس لئے کہ آخرت کا معمولی حصہ اگر چوک جاتا ہے تو اس میں آپ کے لئے خسارہ اور گھاٹا ہے۔

لا تأسفن على الدنيا وما فيها فالموت لا شك يفنينا ويفنيها
ومن يكن همه الدنيا ليجمعها فسوف يوما على رغم يخليها
لا تشبع النفس من دنيا تجمعها وبلغة من قوام العيش تكفيها
اعمل لدار البقا رضوان خازنها الجار أحمد والرحمن بانيها

ترجمہ: دنیا ومافیہا پر رنجیدہ وافسردہ نہ ہو... اس لئے کہ بے شک موت ہمیں بھی اور دنیا کو بھی فنا کے گھاٹ اتار دے گی، جسے صرف دنیا بٹورنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اسے جان لینا چاہئے کہ ایک دن خواہی نہ خواہی اسے دنیا چھوڑ کر کوچ کرہی جانا ہے۔

جس دنیا کو تم بٹورنے میں لگے ہو اس سے دل سیراب نہیں ہوتا جب کہ زندگی کے سہارا کے لئے بہ قدر کفاف حصہ ہی کافی ہوتا ہے۔

---

(1) البانی کی کتاب: مصابیح التنویر علی صحیح الجامع الصغیر

دراالبقاء کے لئے عمل کرتے رہو، اللہ کی رضاوخوشنودی آخرت کے گھر کا خزانچی ہے ، اس گھر کے پڑوسی نبی احمد ہوں گے اور اس کے بانی اللہ رحمن ہیں[1] ۔

❖ مصیبت سے میں نے یہ بھی سیکھا ہے کہ خیر وبھلائی اسی میں ہے جسے اللہ نے اختیار کیا ہے ...﴿وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡۖ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ شَرّٞ لَّكُمۡۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ٢١٦﴾ [سورة البقرة:216].

ترجمہ:

اس معنی کے خوبصورت اشعار یہ ہیں:

يضيق صدرى بغم عند حادثة	وربما خير لى فى الغم أحيانا
ورب يوم يكون الغم أوله	وعند آخره روحا وريحانا
وماضقت ذرعا بغم عند نائبة	إلا ولى فرج قد حل أو حانا

ترجمہ: حادثہ کے وقت میرا دل غم واندوہ سے تنگ ہو جاتا ہے، جب کہ غم واندوہ میں ہی بسا اوقات میری بھلائی کا پہلو چھپا ہوتا ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی دن کی ابتداء تو غم واندوہ سے ہو لیکن اسی کے آخری پہر میں آپ کے لئے خوشی وخوشحالی پنہا ہو۔

جب بھی کسی مصیبت کے وقت غم واندوہ سے میں زچ ہوتا ہوں تو آسانی وخوشحالی بھی قدم رنجہ ہو جاتی ہے۔

❖ قضاء وقدر پر ایمان رکھنے سے آپ کے اندر احساسات وجذبات کا اعتدال اور رد عمل کا توازن پیدا ہوگا، ساتھ ہی رضا کا شعور جنم لیگا اور دکھ تکلیف ختم ہو جائیں گے ، ﴿قُلِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ﴾ [سورة النمل:59].

ترجمہ: آپ کہ دیجئے کہ تمام تعریفات صرف اللہ کے لئے ہے۔

---

(1) یہ ابراہیم بن العباس الصولی کے اشعار ہیں

❖ شکر گزار بندہ سعادت کی زندگی گزارتا ہے، اس لئے کہ وہ نعمتوں کو دیکھتا اوراس کی قدر وقیمت کو محسوس کرتا ہے، جس سے اس کے اندر خوش بختی کا احساس پیدا ہوتا ہے، چنانچہ وہ ہمیشہ اللہ کے اس فرمان کا ورد کرتا رہتا ہے کہ: ﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ (١٩)﴾ [سورة النمل:19].

ترجمہ: اس کی اس بات سے حضرت سلیمان ہنس دئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تونے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے' مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔

❖ آپ اللہ سے تقویت وتوانائی حاصل کریں... اس کی ذات بابرکات توانا وتونگر ہے، اسی سے ساری قوتیں کشید کی جاتی ہیں، اگر آپ عاجز یا کمزور ہوجائیں تولا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کریں، آپ کو نفسیاتی اور جسمانی دونوں طرح سے یک گونہ تبدیلی محسوس ہوگی۔

❖ قضاء وقدر پر ایمان لانے سے مصیبت کا غم کم ہوجاتا ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (٢٢) لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (٢٣)﴾ [سورة الحديد:22-23].

ترجمہ: نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے' یہ کام اللہ تعالی پر بالکل آسان

ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ' اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِى ٱلْأَرْضِ﴾ یعنی کہ: زمین میں قحط سالی اور مال کی تباہی کے ذریعہ جو مصیبت آتی ہے۔

﴿وَلَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ﴾ بیماری اور اولاد سے محرومی کی وجہ سے جو مصیبت در پیش ہوتی ہے۔

﴿إِلَّا فِى كِتَـٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ﴾ یعنی کہ: یہ سب کے سب لوگوں کی تخلیق سے قبل ہی لوح محفوظ میں رقم تھے، یعنی: اللہ نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ان کی تقدیر لکھ دی۔

﴿إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ﴾ یعنی: یہ اللہ کے لئے آسان ہے، ذرا بھی دشوار نہیں۔

﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ﴾ یعنی: تاکہ آپ کو جو کچھ نہ مل سکا، اس پر آپ رنجیدہ نہ ہوں، اگرچہ وہ آپ کی پسندیدہ چیز ہی کیوں نہ ہو۔

﴿وَلَا تَفْرَحُوا۟ بِمَآ ءَاتَىٰكُمْ﴾ یعنی کہ: اللہ نے جو آپ پر نوازشیں کی ہے اس پر اترائیں نہیں، رہی بات شکرانے کی خوشی ظاہر کرنا تو یہ ایک مشروع عمل ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔

- جو نعمت کی ناشکری کرتا ہے وہ بدقسمتی، اداسی اور دائمی بے چینی کی زندگی گزارتا ہے، اس لئے کہ اس کے اوپر اللہ کی جو نعمتیں ہیں وہ انہیں نہ تو محسوس کرپاتا ہے اور نہ دیکھ پاتا ہے!.. بسا اوقات وہ نعمتوں کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور اگر دیکھتا بھی ہے تو انہیں کمتر سمجھتا ہے... جس کے نیتجے میں اسے فرحت وسعادت نہیں مل پاتی اور ہمیشہ حزن وملال اور افسردگی کے شکنجے میں خود بھی جکڑا رہتا ہے

اور دوسروں کی بد قسمتی وناسپاسی کا بھی سبب بنتا ہے ، اللہ فرماتا ہے :﴿إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لِرَبِّهِۦ لَكَنُودٌ ﴿٦﴾﴾ [سورة العاديات:6].

ترجمہ: یقینا انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

کنود کے معنی ہیں: نعمت الہی کی ناشکری۔

ناشکرا انسان وہ ہے جس کے دل میں اپنے پالنہار کے لئے شکر کا جذبہ نہ پیدا ہوتا ہو، اس لئے کہ قحط زدہ دلوں میں زرخیزی اور اپج کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

جو اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا وہ لوگوں کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا، ناشکرے لوگ سب سے زیادہ شقی اور بد قسمت اور اداس ہوتے ہیں!

❖ خوش خبری ہے اس کے لئے جو ابتلاء و آزمائش پر صبر کا دامن تھامے رہتا ہے ، خسارہ تو صرف اسی کا ہے جو صبر کا دامن چھوڑ دے۔ اللہ فرماتا ہے:﴿إِنَّمَا يُوَفَّى ٱلصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿١٠﴾﴾ [سورة الزمر:10].

ترجمہ: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

یعنی کہ: صبر کے بدلہ میں انہیں بے حساب اجر سے نوازتا ہے ، اتنا اجر کہ اس کا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور نہ کوئی عقل اس کا اندازہ لگا سکتی ہے اور نہ اس کی ماہیت بیان کر سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ: آیت اس بات کی دلیل ہے کہ صبر کرنے والوں کے اجر و ثواب کی کوئی انتہا نہیں ، جو کہ ایک بڑی فضیلت کی بات ہے ، اس کا تقاضہ ہے کہ جسے بھی ثواب الہی کی رغبت اور اللہ سے خیر و بھلائی حاصل کرنے کی چاہت ہو وہ صبر کا دامن تھامے رہے ، اس لئے کہ گھبراہٹ و بے صبری سے نہ تو وقوع پزیر مقدر لوٹائی جا سکتی ہے ، نہ چھنی ہوئی بھلائی واپس لائی جا سکتی ہے اور نہ واقع شدہ پریشانی و مشقت کو دور کیا جا سکتا ہے۔ جب عقلمند انسان کے دل میں اس حقیقت کا درست تصور قائم ہو جائے تو اس کے اندر یہ یقین بھی پیدا ہو جائے گا کہ مصیبت و آزمائش پر صبر کرنے والا انسان بڑے اجر و ثواب سے بہرہ مند ہوتا ہے اور جو صبر نہیں کرتا اس کے اوپر بھی خواہی نہ خواہی تقدیر کا فیصلہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اس کے باوجود اس سے بہت سارے اجر و ثواب فوت ہو جاتے ہیں ، بطور انجام اس کی موجودہ

مصیبت میں ایک اور مصیبت کا اضافہ ہو جاتا ہے، اور اسے بے چینی و بے قراری کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

قرآن

میں نے زندگی میں دلی خوشی اور شرح صدر بہت تلاش کی لیکن مجھے قرآن کے سوا کہیں یہ چیز نہ مل سکی، میں سعادت وخوش بختی حاصل کرنا چاہا لیکن مجھے قضاء الہی پر خوش رہنے کے سوا اس کا کوئی راستہ نہ مل سکا۔

تنہائی کی سخت جان وحشت کو صرف قرآن ہی ختم کرسکتا ہے، ایک دن میں کم از کم ایک پارہ تلاوت کا اہتمام ضرور کریں... آپ کی بہت سی پریشانیاں کم ہوجائیں گی بلکہ بہت سے مشاکل ختم بھی ہو سکتے ہیں:﴿ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكۡرِ ٱللَّهِۗ أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ ٱلۡقُلُوبُ ٢٨ ﴾ [سورة الرعد:28].

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔

خوف اور ابتلاء وآزمائش کے وقت اطمینان حاصل ہوتا ہے، سچ کہا ہے کسی شاعر نے:

وعيش في ظلال الذكر تحت لوائه   ملاذ لنا في النائبات ومعقل

ذکر الہی کے سائے میں یاد الہی کے پرچم تلے جو زندگی گزرتی ہے وہ مصیبتوں کے وقت ہمارے لئے پناہ گاہ اور قلعہ کی طرح ہے۔

جس کی روح پیاسی ہے اور روح کی خشکی نے جس کے جگر کو شق کردیا ہے، روح کی تشنگی کو قرآنی آیت اور وقت سحر کے سجدوں کے سوا کچھ بھی سیراب نہیں کرسکتا:﴿وَٱسۡجُدۡ وَٱقۡتَرِب ﴾ [سورة العلق:19].

ترجمہ: سجدہ کر اور قریب ہو جا۔

سچی سعادت کا مصدر قرآن، ذکر الہی، والدین کی فرمانبرداری، نعمت کا احساس اور اس کی شکر گزاری اور نماز کا اہتمام ہے کہ جس کے اندر قرآن، ذکر، دعا اور مختلف عبادتیں یکجا ہوجاتی ہیں۔

آپ تھکے ہارے ہیں ، زندگی کے مسائل سے تنگ آچکے ہیں ... غم واندوہ سے ٹوٹے جاتے ہیں..زندگی سے اکتائے ہوئے ہیں...میں نہیں کہوں گی کہ آزمایئے ، اس لئے کہ قرآن تجربہ کرنے اور آزمانے کے لئے نہیں پڑھاجاتا، بلکہ آپ خشوع وانابت اوریقین کے ساتھ پڑھئے اور ایک نئی زندگی کی بشارت قبول کیجئے، اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ ٱلْقُرْءَانِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ ٱلظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٨٢﴾ ﴾ [سورة الإسراء:82].

ترجمہ:یہ قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لئے توسراسر شفااور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

(یہ جو قرآن ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے سراسر شفا ہے) یعنی: تنگی ، غم واندوہ اور زندگی کے دباؤ سے شفاہے، روحانی، نفسیاتی اور جسمانی تکلیفوں کی شفاہے۔

اگر تلاوت قرآن سے آپ کو شرح صدر حاصل نہیں ہوتا تو اپنی تلاوت میں کچھ آیتوں کا اضافہ کرلیجئے، آپ کو یقیناشرح صدر محسوس ہونے لگے گا، جب دل تاریکی کا شکار ہوجاتا ہے تو اسے دیکھنے کے لئے زیادہ سے زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے، دل کے زنگ کو صرف قرآن ہی زائل کر سکتا ہے۔

شاعر صالح العمری کہتے ہیں:

لا تفقد الأمل الجميل وإن عفا

صدأ الحديد ..وشاخت الأقفال

البحر يفلق ، والحجارة تنبري

نبعا ، ويشرق في القلوب الفال

ومن السحاب الجهم إزهار ، وفي

عقد المصيبة تنبت الآمال

ترجمہ: آپ خوب صورت امیدوں کا دامن نہ چھوڑیں، اگرچہ لوہے کا زنگ گہراہوجائے اور دلوں پر تالے پڑجائیں، سمندر سے راستہ نکل پڑے گا، پتھر پھٹ کر چشمہ بن جائے گا، دلوں میں امید کی کرن

روشن ہوگی، گھٹاٹوپ بادلوں سے روشنی نمودار ہوگی اور مصیبت وپریشانی کی کوکھ سے امیدیں جنم لیں گی۔

لوگ

اللہ لوگوں کی منفعت کو آپ کے قدموں میں ڈال دیتا ہے، انہیں آپ کے لئے مسخر کرتا ہے یا انہیں آپ سے دور کر دیتا ہے، آپ لوگوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں اور اللہ سبحانہ وتعالی سے فضل واحسان طلب کرتے رہیں، ایسی جگہ سے آپ کو فضل الہی ملے گا کہ آپ کے شان وگمان میں بھی نہ ہوگا، بس آپ لوگوں سے دستبردار رہیں: ﴿وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ ٱلْأَمْرُ كُلُّهُۥ فَٱعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ [سورة هود: 123].

ترجمہ: تمام معاملات کا رجوع بھی اس کی جانب ہے، پس تجھے اس کی عبادت کرنی چاہئے اور اسی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

بحران آپ کے متعلقین کے چہرے بے نقاب کر دیتا ہے... اسے برداشت کرنے کا ملکہ پیدا کریں ... اپنا دل صرف اللہ سے وابستہ رکھیں۔

فما أكثر الإخوان حين تعدهم ولكنهم في النائبات قليل

ترجمہ: شمار کرنے کے لئے تو بھائیوں کی تعداد بہت ہے لیکن مصیبت کے وقت کام آنے والے بھائی بہت کم ہوتے ہیں۔

مصیبت کے وقت ربانی اخوت پوری قوت وتابانی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اس لئے دیگر سارے تعلقات مصیبت آتے ہی آپ کی زندگی سے غائب ہونے لگتے ہیں۔

إن أخاك الحق من يسعى معك ومن يضر نفسه لينفعك

ومن إذا ريب الزمان صدعك شتت شمله ليجمعك

ترجمہ: آپ کا حقیقی بھائی وہی ہے جو آپ کی خاطر تگ ودو کرتا ہے... اور آپ کے فائدے کے لئے اپنا نقصان بھی گوارا کر لیتا ہے، جب حوادث زمانہ آپ کو متزلزل کر دیں تو وہ آپ کی بکھری صورت حال کو سنوارنے کے لئے اپنی حالت سے بھی لاپرواہ ہو جاتا ہے۔

جو شخص اپنے ملک میں اپنے والدین کے ساتھ اپنے کام کے اندر امن وامان اور سکون واطمینان سے محروم ہے.... اور جس عورت کو اپنے خاندان، شوہر اور اولاد کے ساتھ اپنے کاروبار میں امن وامان

اور اطمنان محسوس نہیں ہوتا، اسے جان لینا چاہئے کہ امن وامان ان جگہوں سے نہیں حاصل ہوتا بلکہ اللہ سے حاصل ہوتا ہے، اس لئے اللہ پر اپنا توکل قائم رکھیں، اللہ فرماتا ہے: ﴿ ٱلَّذِىٓ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَءَامَنَهُم مِّنْ خَوْفٍۭ ﴿٤﴾ ﴾ [سورة قريش:4].

ترجمہ: جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف میں امن وامان دیا۔

- جب آپ ابتلاء وآزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو بہت سے لوگ آپ سے قریب ہوتے ہیں، کچھ لوگ آپ کو بلندی تک لے جاتے ہیں تو کچھ آپ کو پستی میں ڈھکیل دینا چاہتے ہیں، علقمہ عطاردی نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ: اے میرے بیٹے! اگر تمہیں لوگوں کے ساتھ رہنے کی ضرورت پڑے تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنا جس کی خدمت کرو تو وہ تمہاری حفاظت کرے، اس کی صحبت سے تمہاری زینت بڑھے، اگر محتاجگی ہو تو وہ تیری مدد کرے، اور ایسے شخص کو اپنا دوست بنانا جو خیر کے کام میں تمہارا ساتھ دے، تمہاری نیکی کو سراہے، برائی پر تمہیں متنبہ کرے، جب تم اس سے کچھ مانگو تو دیدے، اگر خاموش رہو تو گفتگو میں پہل کرے، کوئی پریشانی آئے تو دلاسا دے، ایسے انسان کو اپنا بنائے رکھنا کہ جو تمہاری بات کی تصدیق کرے اور جب کوئی رنجش ہو جائے تو تم کو خود پر ترجیح دے۔
- ابتلاء وآزمائش کے وقت صبر کرنے اور لوگوں کے آپ سے بچھڑ جانے بہ طور خاص ان لوگوں کے آپ سے بے تعلق ہو جانے پر اللہ سے اجر کی امید رکھیں جن کے اندر آپ نے خیر کا پہلو غالب پایا تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون کا بکثرت ورد کریں، اور یہ بات ذہن نشیں رکھیں کہ آپ ان کے بلکل محتاج نہیں، بلکہ ساری حاجتیں آپ کے خالق سے وابستہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: (یہ بات جان رکھو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے

لئے لکھ دیا ہے ، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے ، قلم اٹھا لئے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں)۔(1)

مشکل او قات سے اس بات کا عملی درس ملتا ہے کہ آپ کی محبت ... آپ کے وقت ، آپ کے مال اور محنت کے صحیح حقدار کون ہیں۔

ولا خير في ود امرئ إذا الريح مالت مال حيث تميل

ترجمہ: رنگ بدلنے والے شخص کی محبت میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی کہ ہوا کے ساتھ وہ اپنا رخ بھی بدلتا رہتا ہے۔

❖ آپ کا امتیاز اور آپ کی کامیابی خود آپ کے لئے باعث فخر و مسرت ہوتی ہے ، نہ کہ لوگوں کے لئے ، اس سے آپ کا مقصود اللہ کے نزدیک بلند مقام پانا ہوتا ہے نہ کہ لوگوں کے نزدیک ، اس سلسلے میں یہ مقولہ خوبصورت ہے: "ایک درخت گرتا ہے تو سارے لوگ اس کی آواز سنتے ہیں ، جب کہ پورا کا پورا جنگل آباد ہو جاتا ہے اور کوئی شور و غوغا نہیں ہوتا...!لوگ آپ کے امتیاز اور کامیابی سے سروکار نہیں رکھتے ، لیکن آپ کی شکست و ناکامی سب کو متنبہ کر دیتی ہے"۔

❖ اگر آپ کے محسن سے کوئی چوک ہو جائے تو ان کی کوتاہی کو آپ ان کے احسانات کے سمندر میں غرق ہونے دیں، آپ کے محسنین بہت ہیں ، ان میں آپ کے والدین ، بھائی ، شوہر یا بیوی ، آپ کے استاد اور ہر وہ شخص شامل ہیں جنہوں نے آپ کو کوئی بھی بات سکھائی یا آپ کی زندگی میں آپ کا ساتھ دیا ، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ ﴿٤٣﴾﴾ [سورة الشورى:43].

---

(1)اسے امام البانی نے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے

ترجمہ: اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے، یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ایک (کام) ہے۔

آیت میں "عزم" سے مراد صبر کرنے اور معاف کر دینے اور اس پر ثابت قدم رہنے جیسے عمل کی نیت کرنا ہے، عزم سے متصف کرنے سے موصوف کی تعریف سمجھ میں آتی ہے، اس لئے کہ فضیلت والے اعمال نفس پر شاق ہوتے ہیں کیوں کہ وہ شہوت نفس کے بر خلاف ہوا کرتے ہیں۔

❖ یہ ایک آزمائش ہی ہے کہ جس کے ساتھ آپ احسان اور بھلائی کریں وہ آپ کے ساتھ بد سلوکی کرے، آپ کے احسان اور حسن سلوک کو بھول جائے، آپ دونوں کے درمیان حسن معاشرت سے روگردانی کرے، آپ کسی کے احسان کے منتظر نہ رہیں، اس سے بھی احسان کی توقع نہ رکھیں جس کے ساتھ آپ احسان کرتے رہے ہیں، ہو سکتا ہے کہ وہی سب سے پہلے آپ سے دامن کش ہو جائے!... احسان کا انتظار صرف محسن حقیقی (اللہ) سبحانہ سے کرنا چاہئے۔

يا عجبا لمن ربيت طفلا	ألقمه بأطراف البنان
أعلمه الرماية كل يوم	فلما اشتد ساعده رماني
أعلمه الفتوة كل وقت	فلما طر شاربه جفاني
وكم علمته نظم القوافي	فلما قال قافية هجاني
أشاركه الدموع وكل هم	فلما الهم تاركه قلاني
وكم كنت الطبيب لحزن قلبه	فلما أن تعافى إذ سلاني
وكم علمته هجرا لحزن	فلما كان هاجرها جفاني

ترجمہ: تعجب اس پر کہ بچپن میں جس کی میں نے تربیت کی، اپنی انگلیوں سے اسے لقمے کھلائے۔ جسے میں ہر روز تیر بازی سکھایا کرتا تھا، اس کی کلائی جب مضبوط ہو گئی تو میرے اوپر ہی تیر آزمانے لگا۔ میں اسے حمیت و مروت کا درس دیتا رہا اور جب اس کو ہوش آیا تو مجھے ہی دغا دے گیا۔ میں نے اسے قافیہ بندی سکھایا اور جب اس نے قافیہ بندی کی تو میری ہی ہجو پر اتر آیا۔ میں

اس کے آنسو اور ہر غم میں شریک رہتا ہوں، جیسے ہی غم وہم سے اسے چھٹکارا ملتا ہے وہ مجھ پر نشتر برسانے لگتا ہے۔ میں اس کے غم دل کا مداوا کرتا رہتا ہوں اور جیسے ہی اسے عافیت ملتی ہے مجھے ہی بھول جاتا ہے۔ میں نے اسے حزن وملال سے دامن کش رہنا سکھایا اور حزن وملال سے اسے چھٹکارا ملا تو اس نے میرے ساتھ ہی بے رخی اور جفا کرنی شروع کردی۔

❖ جب آپ کسی سے مطمئن ہو جائیں تو فوراً اس سے گہرے تعلقات نہ بنائیں، اس کے اخلاق وبرتاؤ کی درست واقفیت کے لئے اچھا خاصا وقت اس کے ساتھ گزاریں تاکہ تعلقات میں جب کوئی نشیب وفراز آئے تو آپ کے دل کو ٹھیس نہ پہنچے، اس لئے کہ شروع میں آپ جب انتخاب کرنے میں غلطی کرجاتے ہیں تو اخیر میں آپ کو اس کا ہرجانہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

❖ پریشانیوں اور آفتوں کے وقت ایسے لوگ بھی آپ سے دور ہو سکتے ہیں جن کے ساتھ آپ بہت احسان کرتے رہے ہوں، جب کہ کچھ ایسے لوگ بھی آپ کے ساتھ احسان کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے جنہیں آپ جانتے بھی نہ ہوں گے ... انہیں آپ کے مہربان ومحسن اللہ کی ذات آپ کی پاس بھیجتی ہے، آپ ان سے تعلق وابستہ رکھیں اور لوگوں سے دامن کش رہیں۔

ابتلاء وآزمائش کے وقت آپ کے ساتھ اللہ کی یہ مہربانی ہوتی ہے کہ وہ آپ کے لئے ایسے لوگ مسخر کردیتا ہے جو آپ کا خیال رکھتے ہیں، آپ کی مدد کے لئے آمادہ رہتے ہیں، آپ کی طلب کے بنا ہی مصیبت کے وقت آپ کے دوش بہ دوش ہوتے ہیں، آپ اس آیت کو یاد کریں:

﴿ٱللَّهُ لَطِيفٌۢ بِعِبَادِهِۦ﴾ [سورة الشورى:19].

ترجمہ: اللہ تعالی اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے۔

❖ آپ کے گردوپیش میں جو لوگ رہتے ہیں آپ ان کی حقیقت سے ناآشنا ہیں، انہیں صرف اللہ ہی جانتا ہے، آپ یہ دعا کریں کہ: اے اللہ مجھے اہل خیر کی رہنمائی فرما اور انہیں میری رہنمائی کر، مجھے شرپسندوں سے محفوظ رکھ اور انہیں مجھ سے پھیر دے.... اس کے بعد آپ کی زندگی میں جو بھی اونچ نیچ آئے، آپ اس پر رضائے الہی کا اظہار کریں، اللہ کی ذات

پاک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں: ﴿وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرُۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة غافر: 44].

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ اپنے بندوں سے خوب باخبر ہے۔

- اگر آپ بدفالی لینے والے سلبی و منفی فکر کے لوگوں کے بیچ رہتے ہیں تو آپ کے مثبت رویہ کا تقاضہ ہے کہ آپ ان کے اور اپنے درمیان کے نقطۂ اختلاف کو جان رکھیں اور اللہ کی تعریف بیان کریں کہ اس نے آپ کو اس آزمائش و مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں اس کو مبتلا کیا اور آپ کو اپنی بہت ساری مخلوقات پر فضیلت و برتری عطا کی۔

- جب بے حس ولاپرواہ انسان کو یہ پتہ چل جائے کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو مزاق میں بھی نہیں بولنا چاہئے، تو اسے بھلی بات ہی بولنی چاہئے یا خاموش رہنا چاہئے۔

- یہ اللہ کی نعمت ہے کہ آپ کے قریب ایسے لوگ ہیں جو آپ کی نظر کی چمک سے ہی آپ کے ارادے اور خواہش کو بھانپ لیتے اور اسے پورا کرنے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ ایسے شخص آپ کی زندگی کا خزانہ اور سرمایہ ہیں، ان کی حفاظت کریں۔

- تعلقات کی ساری خوبصورتی اور قوت حسن ظن سے جڑی ہوتی ہے، کتنی ہی ایسی مصیبتیں ہیں جو صرف بدگمانی کے وجہ سے جنم لیتی ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بدگمانی سے بچتے رہو کیوں کہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کی پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو، بغض نہ رکھو، بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ [1]

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیز سے منع فرمایا اور ان سے متنبہ کیا ہے جو اختلاف، دشمنی اور بغض وعناد جیسے مشکلات پیدا کرتے ہیں، آپ نے ہمیں بدگمانی اور غیر یقینی خبروں کے سلسلے میں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ نے فرمایا: (بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی

---

(1) صحیح بخاری

ہوتی ہیں) یعنی کہ باتوں سے گمان میں جھوٹ واقع ہوتا ہے, آپ نے فرمایا: لوگوں کے عیوب کا تجسس نہ کرو, تجسس کا مطلب ہے: لوگوں کے عیوب اور برائیاں تلاش کرنا۔

آپ مکر وفریب اور تکلیف واذیت سے دوچار ہوسکتے ہیں, وہ بھی ایسے شخص کی جانب سے جو عجیب وغریب طبیعت کا حامل ہو, جس کے رویہ سے کبھی رونا بھی آئے اور کبھی اس پہ ہنسی بھی چھوٹ جائے, مجھے لگتا ہے ایسا شخص نفسیاتی طور پر تعلی کا شکار ہوتا ہے: ﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾﴾ [سورة الأنفال:30].

ترجمہ: وہ تو اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔

ہر صورت میں فائدہ آپ ہی کا ہے, کیوں کہ آپ کا واسطہ ایک ایسے بے وقوف انسان سے پڑا ہے جو آپ کی دشمنی میں خود کو تھکاتا بھی ہے اور بلاعوض کے اپنی نیکیاں بھی آپ کی جھولی میں ڈال دیتا ہے, سب سے بڑی مصیبت وہ ہے جس پر ہنسی چھوٹ پڑے!

سچ کہا ہے شاعر نے:

ضحكنا لأن البلايا كثار   وشر البلية ما يضحك

ترجمہ: مجھ پر مصیبتیں اتنی آئیں کہ میں ہنس پڑا اور بدترین مصیبت وہ ہے جس پر ہنسی چھوٹ پڑے۔

آپ کے جذبات, آپ کی صحت, آپ کا وقت اور آپ کی کاوشیں بہت ہی بیش قیمت ہیں۔ آپ کی نیک دلی اور نیک طبیعت ایک نادر خوبصورتی اور حسن ہے... ایسے لوگوں کی صحبت میں پڑ کے خود کو اذیت نہ دیں جو ان ساری چیزوں کا استحقاق نہیں رکھتے۔

لقمان نے اپنے بیٹے سے یہ وصیت کی کہ: (اے میرے بیٹے! جب کسی سے دوستی کرنا چاہو تو اسے غصہ دلا کر آزمالو, اگر غصہ کی حالت میں وہ تمہارے ساتھ منصفانہ رویہ برتتا ہے تو وہ تمہاری دوستی کے قابل ہے ورنہ اس سے دامن کش رہو)۔

شاعر کہتا ہے:

لا تحمدن امرأ يرضيك ظاهره واخبر مودته في العتب والغضب

ترجمہ: کسی بھی انسان کی ظاہری صورت حال اور بودوباش سے خوش ہوکر اس کی تعریف نہ کرنے لگو، پہلے غصہ اور ناراضگی کے وقت اس کی محبت والفت کو آزمالو۔

❖ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے آپ کبھی بھی مامون نہیں رہتے، ان کے دل میں ہل چل بپا رہتی ہے، ان کے اصول ومبادی اور محبت ومودت میں تبدیلی آتی رہتی ہے، وفادار لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور ان سے بھی کم وہ لوگ ہیں جن کے اندر خداترسی ہوتی ہے، اس لئے مخلوق سے وابستگی نہ رکھیں، اور نہ ان پر کلی بھروسہ کریں اس لئے کہ آپ ان سے مامون نہیں رہتے... کبھی وہ آپ کو بلندی کے اعلی ترین مقام پر فائز کردیتا ہے تو کبھی ذلت کے قعر عمیق میں اتار پھینک دیتا ہے۔

❖ آزمائش سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ لوگوں سے توقعات اور امیدیں نہ رکھی جائیں اور اللہ سے ہی ہر طرح کی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھی جائیں، اللہ فرماتا ہے: ﴿قَالَ أَعۡلَمُ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ ٢٥٩﴾ [سورة البقرة:259].

ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

جب اللہ آپ کو کسی ایسے انسان کے ذریعہ آزمائش میں ڈال دے جس کی ساری کاوش آخرت کے بجائے دنیا سے متعلق ہو! جو آپ کی غیبت کے لئے کمربستہ رہتا اور آپ کی جسمانی اور نفسیاتی اذیت پر آمادہ رہتا ہو، اللہ کے ذکر سے زیادہ وہ آپ کی برائی میں لگا رہتا ہو، آپ ایسے شخص کے سلسلے میں پورا اطمینان رکھیں، اللہ جبار اس کی گھات میں ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اے وہ لوگو! جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو اور حال یہ ہے کہ ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے، مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، انہیں عار مت دلاؤ، ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لئے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اللہ

اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑتا ہے اسے گھر میں ہی ذلیل ورسوا کردیتا ہے۔[1]

(ان کے عیب کے پیچھے نہ پڑو) یعنی: ان کے لغزشوں اور کوتاہیوں کو ڈھونڈتے نہ پھرو اور اپنی جو برائیاں وہ لوگوں سے چھپاتے ہیں، انہیں بے پردہ نہ کرو۔

(جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب کی پیچھے پڑا رہتا ہے اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑ جاتا ہے ...) یعنی جیس کرنی ویسی بھرنی کی سزا اسے دوچار ہوتا ہے، جس طرح وہ لوگوں کو رسوا کرنے کے لئے ان کی کوتاہیوں کی ٹوہ میں رہتا ہے، اسی طرح اللہ اس کے لئے ایسے شخص کو مسخر کر دیتا ہے جو اس کے عیوب ونقائص کے پیچھے پڑے رہتا ہے یہاں تک کہ خود اس کو اس کے گھر میں ذلیل کر دیتا ہے۔

- ❖ لوگ اگر آپ کے تئیں محبت ومودت سے لبریز جذبات کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس سے دھوکا نہ کھائیں، حقیقی محبت وہ ہے جو مصیبت اور غصہ کے وقت بھی ختم نہیں ہوتی.... ایسے لوگوں سے محبت رکھیں جو سخت ترین حالات میں بھی سائے کی طرح آپ کے ہمراہ ہوتے ہیں۔
- ❖ غم نہ کریں، اگر لوگ آپ کے ساتھ احسان کرنا بھول بھی جائیں تو اللہ ہرگز نہیں بھول سکتا: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجۡرَ مَنۡ أَحۡسَنَ عَمَلًا ٣٠﴾ [سورة الكهف:30].

ترجمہ: یقیناجو لوگ ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں تو ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔

---

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے

❖ کبھی کبھی تنہائی ہمارے لئے فائدہ مند ہوتی ہے... جب کہ کبھی کبھی اختلاط میں لوگوں کی رغبت ہوتی ہے ۔ تنہائی واختلاط میں توازن بر قرار رکھیں تا کہ حسن معاشرت کی نعمت سے شاد کام ہوتے رہیں۔ شاعر کہتا ہے:

ومن حمد الناس ولم يبلهم　　　　ثم بلاهم ذم من يحمد
وصار بالوحدة مستأنسا　　　　يوحشه الأقرب فالأبعد

ترجمہ: جو لوگوں کو آزمانے سے پہلے ہی ان کر تعریف کرنے لگتا ہے، اسے جب ان سے تعلقات ومعاملات کا تجربہ ہوتا ہے تو جس کی تعریف کیا کرتا تھا اس کی مذمت کرنے لگتا ہے، پھر اسے تنہائی وخلوت سے انسیت ہو جاتی ہے اور رشتہ دار وغیر رشتہ دار سب سے وحشت محسوس کرنے لگتا ہے۔[1]

❖ لوگوں کے سامنے رونے دھونے اور ان کے پاس اپنی شکایتیں پیش کرنے سے قبل آپ ان کی کمزوری کو یاد کرلیں، اور یہ جان رکھیں کہ وہ آپ کے ساتھ سختی تو ضرور کریں گے لیکن آپ کے تئیں نرم روی اور رحم کا معاملہ نہیں کرپائیں گے، پھر آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کے آنسو اس سے زیادہ قیمتی ہیں کہ آپ انہیں ان کے سامنے بہائیں، آنسو کی سہی جگہ تو خالق دوجہاں کا دربار ہے ... آپ سورہ یوسف میں غور کریں کہ جب یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں نے کہا: ﴿قَالُواْ تَٱللَّهِ تَفۡتَؤُاْ تَذۡكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوۡ تَكُونَ مِنَ ٱلۡهَٰلِكِينَ ﴿٨٥﴾﴾ [سورة يوسف:85].

ترجمہ: واللہ! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد ہی میں لگے رہیں گے یہاں تک کہ گھل جائیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔

تو انہوں نے اس پر کہا کہ: میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں، مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں کرنی ہے، ایسا انہوں نے اس لئے کہا کیوں کہ

(1) ابن ابی الدنیا کی کتاب العزلۃ والانفراد

انہیں اپنے بیٹوں کے ساتھ شدت، سخت سلوکی اور بدزبانی کا تجربہ ہوا تھا۔﴿إِنَّمَآ أَشۡكُواْ بَثِّي وَحُزۡنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ وَأَعۡلَمُ مِنَ ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ ٨٦﴾ [سورة يوسف:86].

ترجمہ: میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کررہاہوں، مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

ابن عباس نے اس آیت میں وارد لفظ (بثي) سے مراد غم وہم لیاہے۔

حسد:

کامیابی اور امتیازی شان حاصل کرنے سے حاسد آگ بگولا ہوجاتا ہے اس لئے کہ حاسد کی ایک مشقت آمیز سزا یہ ہے کہ آپ اسے محسود کو مبارک باد دینے اور اس کی خوشی میں شریک ہونے کو کہیں'آپ اسے آزما کر دیکھ لیں ،وہ یا تو بلا واسطہ ہی اس سے انکار کرے گا یا بالواسطہ طور پر ،بلکہ بسا اوقات آپ پر ہی ٹوٹ پڑے گا! ۔ ۔۔ آپ کو وہ غصہ سے پھٹتا ہوا نظر آئے گا'اس کے چہرے کے آثار اس کے دل میں چھپے راز کی چغلی کھا رہے ہوں گے ۔

کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ :

أعطيت كل الناس مني الرضا إلا الحسود فإنه أعياني

ما إن لي ذنبا إليه علمته إلا تظاهر نعمة الرحمن

وأبى فما يرضيه إلا ذلتي وذهاب أموالي وقطع لساني

ترجمہ:سارے لوگ مجھ سے خوش ہیں سوائے حاسد کے کہ میں اس سے ہار مان چکا ہوں جبکہ میں نے ایسا کوئی گناہ بھی نہیں کیا ،سوائے اس کے کہ رحمان کی نعمتیں مجھ پر عیاں ہیں ، میرا حاسد میری ذلت ،میرے مال و جائداد کی نیلامی اور میری بے زبانی سے ہی خوش ہوسکتا ہے ۔

اللہ فرماتا ہے:﴿ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ﴿٥﴾ ﴾ [سورة الفلق:5].

ترجمہ:" اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں حسد کرنے والے کی برائی سے جب وہ حسد کرے"

ہر قسم کی برائی کو بھلائی اور احسان کے ساتھ دور کیا جاسکتا ہے سوائے حسد کے کہ اس کی برائی سے استعاذہ (پناہ طلب کرنے) کے ذریعہ ہی بچا جاسکتا ہے۔

نفسیاتی اور جسمانی اذیت ،حسد ،بدگمانی ،مکاری اور چغلخوری اور ان جیسی دیگر آفتوں کا سامنا بسا اوقات آپ کو ایسے لوگو ں کی طرف سے کرنا پڑسکتا ہے کہ آپ نے توقع بھی نہیں کیا ہوگا کہ وہ آپ کے ساتھ ایسا کرسکتے ہیں' یہ ایک تکلیف دہ چیز ہے ، یہی مخلوق کی حقیقت ہے جس سے دل جوڑ کر اور خالق سے منہ موڑ کر آپ نے بڑی غلطی کی ہے ! کیا آپ نے آزمائش سے کچھ سیکھا ؟؟ شاعر کہتا ہے :

کم معشر سلموا لم یؤذهم سبع　　　وما نری بشرا لم یؤذه بشر

ترجمہ : کتنے ایسے لوگ ہیں جو درندوں کی درندگی سے محفوظ ہیں لیکن کوئی فرد بشر میری نظر میں ایسا نہیں جو انسان کی ایذا رسانی سے محفوظ ہو۔

آپ اگر حاسد کے ساتھ محبت اور دوستی کرنے کے لئے اس کے ساتھ بھلائی کریں اور اس نے حسد کی جو آگ بھڑکائی ہوئی ہے اسے بجھانا چاہیں تو آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیئے' وہ اس آگ کو یوں ہی بھڑکتا ہوا رکھنا چاہے گا! ۔۔۔ کسی نے کہا ہے:

فلا تطمعن من حاسد مودة　　　وإن كنت تبديها له وتهيل

ترجمہ : گر آپ حاسد کے ساتھ محبت و مودت کا رویہ اختیار کرتے ہیں تو بھی آپ اس کی محبت سے اطمینان نہ رکھیں ۔

جس نعمت کی وجہ سے حاسد آپ سے جلتا ہے اس کے ختم ہو جانے کے باوجود بھی وہ آپ پر نہ تو رحم کرسکتا ہےاور نہ آپ سے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دے سکتاہے !گویا کہ حسد اس کا ایسا مشغلہ بن جاتا ہے جسے وہ ہر حال میں بروئے عمل لاناچاہتاہے ،وہ ایسی لاچارگی کا شکار ہوجاتا ہے کہ اس کے اندر خوفناک روحانی خلا پیدا ہوجاتا ہے جسے وہ محسوس نہیں کر پاتا!

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وداريت كل الناس لكن حاسدي مداراته عزت وعز منالها

وكيف يداري المرء حاسد نعمة إذا كان لا يرضيه إلا زواله

ترجمہ : میں نے تمام لوگوں کے ساتھ دل جوئی کی لیکن اپنے حاسد کی دل جوئی کرنا اور اس کی دل جوئی حاصل کرنا نہایت شاق معلوم ہوا ،جب حسد کرنے والا شخص نعمت کے زوال کے بغیر خوش ہو ہی نہیں سکتا تو بھلا اس نعمت سے حسد کرنے والے کے ساتھ انسان کیسے دل جوئی کرسکتاہے!

بیماری

مصیبت و آزمائش سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ اللہ نے جن خوبصورت چیزوں کے ذریعہ مجھ پر انعام کیا ہے ،انہیں دیکھ سکوں اور صحت و سلامتی کے زمانے میں جن چیزوں سے لاپرواہی برتتا تھا ،ان کی قدروقیمت کو جان سکوں ،اللہ کے رسول کا ارشاد ہے " تم میں سے جس نے بھی صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں ہو اور جسمانی لحاظ سے بالکل تندرست ہو اور دن بھر کی روزی اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لئے پوری دنیا سمیٹ دی گئی۔[1]

امام مناوی کہتے ہیں:" جس شخص کو اللہ جسمانی تندرستی عطا کرے اسے ہر جگہ دل کا سکون حاصل رہے ،اس کے پاس دن بھر کی روزی مہیا ہو اور اس کے اہل خانہ صحت و سلامتی کے ساتھ ہوں تو گویا اللہ نے اس کے لئے دنیا جہاں کی ساری نعمتیں یکجا کردی ،اس لئے اسے چاہیئے کہ اپنے دن کا آغاز رب کی ان نعمتوں کی شکر گزاری کے ساتھ کرے اور ان نعمتوں کا استعمال منعم و محسن کی نافرمانی کے بجائے اسکی اطاعت و بندگی میں کرے اور اس کے ذکر سے پل بھر کے لئے بھی غافل نہ ہو"

آزمائش سے جو میں نے سیکھا ہے وہ یہ ہے : اللہ کی معرفت ،دنیا کی حقیقت ،صبر جمیل ،تقدیر پر رضامندی اور عملی شکر گزاری ۔اللہ کے رسول کا ارشاد گرامی ہے " جب بندے کو اللہ کی طرف سے کوئی ایسا رتبہ مل جاتا ہے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعہ نہیں پہنچ پاتا تو اللہ تعالی اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعہ آزماتا ہے پھر اللہ تعالی اسے صبر کی توفیق دیتاہے ،یہاں تک کہ وہ بندہ اس مقام کو جا پہنچتا ہے جو اسے اللہ کی طرف سے ملا تھا۔[2]

---

(1)اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الجامع میں حسن کہا ہے

(2) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں صحیح قرار دیا ہے

آزمائش سے میں نے یہ سیکھا ہے کہ صحت و عافیت کے اوقات بڑے قیمتی ،نفیس اور بیش بہا ہوتے ہیں ،اس لئے آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ حکمت کے ساتھ ان اوقات کو خرچ کریں اور انہیں یو ں ہی بے کار نہ جانے دیں ،کیوں کہ اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور ہرایک نعمت کا حساب دینا ہے ،اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾﴾ [سورة المؤمنون:115].

ترجمہ: کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے ۔

آزمائش سے میں نے یہ بھی سیکھا ہے کہ معمولی اور بے وقعت چیزوں میں وقت گزاری کرنے کے بجائے با رفعت اور باوقعت چیزوں میں اپنا وقت صرف کیا جائے ۔۔۔ کیوں کہ تندرستی اور سلامتی کے دن ہمیشہ نہیں رہتے اس لئے ضروری ہے کہ اس سے پہلے کہ اچانک کوئی آفت آدھمکے اور ہمیں مشغول کردے ،ہم تندرستی کے وقت میں نیک اعمال سے اپنے نامہ اعمال کومزین کرلیں ، اللہ کے رسول کا ارشاد ہے " پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو : بڑھاپے سے پہلے جوانی کو ،بیماری سے قبل صحت و تندرستی کو ،مشغولیات سے قبل فرصت کو ، اور موت سے قبل زندگی کو" (1)

شیخ حافظ الحکمی رحمہ اللہ کہتے ہیں "یہ پانچ چیزیں : جوانی ،تندرستی کے ایام،مالداری،فرصت اور زندگی دراصل عمل ،تیاری اور زیادہ سے زیادہ توشہ آخرت جمع کرنے کےاوقات ہیں ،ان اوقات میں جو عمل کرنے سے رہ جاتا ہے ، ان کے گزرنے کے بعد اس کے لئے تلافی مافات نہایت دشوار ہے "۔

شاعر کہتا ہے:

تغنم سكون الحادثات فإنها وإن سكنت عما قليل تحرك

وبادر بأيام السلامة إنها رهان وهل للرهن عندك مترك

ترجمہ: حادثات سے سلامتی کو غنیمت جانیں، کچھ دن یہ حادثات رکے رہتے ہیں پھر زندگی کے سمندر میں حوادث کے ہچکولے آنے لگتے ہیں، سلامتی کے دنوں میں عمل کرنے کی جلدی کریں اس لئے کہ یہ گروی کی طرح ہیں اور بھلا گروی سے کوئی چھٹکارا ہے!۔

جسے اپنی ہڈیوں میں کسی بیماری یا تکلیف کی شکایت ہو اسے سورہ یس کی آخری آیتوں میں غورو فکر کرنا چاہیئے اور اللہ سے حسن ظن رکھنا چاہیئے اور خیر وبھلائی کی بشارت قبول کرنا چاہیئے، اللہ فرماتا ہے:﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ ﴾ [سورة يس:78-83].

ترجمہ: " اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی (اصل)پیدائش کو بھول گیا ،کہنے لگا ان گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے ' آپ جواب دیجئے! کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے'وہی جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کردی جس سے تم یکایک آگ سلگاتے ہو ،جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ان جیسوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ،بے شک قادر ہے اور وہی تو پیدا کرنے والا دانا ہے'وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا

)1 (اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الترغیب میں صحیح کہا ہے

فرمادینا کافی ہے کہ ہو جا ، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے' پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ۔

آپ بیمار ہیں ۔۔۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کی بشارت سماعت فرمائیں جو آپ ہی کے لئے ہے : ”مسلمانوں کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے ،کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز ،تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے ، اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے ۔[1]

آپ نے اس کے گناہوں کی معافی کی سرعت کو درخت کی حالت ، موسم خزاں میں ہواؤں کے جھونکوں کی وجہ سے تیزی کے ساتھ درخت سے پتوں کے جھڑنے اوردرختوں کا پتوں سے خالی ہو جانے سے تشبیہ دیا ہے۔

کیا آپ نے یہ منظر دیکھا ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگ مصیبت زدہ انسان کو صبر کی تلقین کریں ، وہ خود ہی لوگوں کو صبر پر ابھاررہا ہو ،اور لوگ اس کے غم میں اس کے سامنے رورہے ہوں اوروہ لوگوں کے چہرے میں مسکراہٹ کے ساتھ رضا و خوشنودی کی لکیریں پڑھ رہا ہو ۔

یہ اس ثابت قدمی اور سکون کی دین ہے جو رحمان و رحیم کی جانب سے عطاہوتے ہیں' اللہ کے رسول کا ارشاد ہے ”تکلیف و مشقت کے بقدر ہی اللہ کی طرف سے مدد اور تعاون حاصل ہوتا ہے اور آزمائش کے بقدرہی اللہ کی طرف سے صبر ملتا ہے۔[2]

مومن انسان اتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہوتاہے کہ پہاڑ اس کے سامنے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور عقل و دانش اس سے حیرت میں پڑ جائے 'اس کے اہل و عیال اور آل واولاد ہلاک ہو

---

(1) صحیح بخاری

(2) سلسلۃ صحیحۃ

جائیں ،یا اس کا مال و جائداد لٹ جائے ،یا اسے ملک بدر کردیا جائے ،ان مصائب میں بھی وہ اپنے صدمہ کا علاج اللہ کی حمد و ستائش اور انا للہ کے وردسے کرتاہے ،اور اپنے نفس کو صبر اور رضا پر مجبور کرتا ہے‘ چنانچہ اللہ تعالی اس کے لئے اپنی مدد نازل فرماتا ہے اوروہ اپنے دل میں ایسی رضا محسوس کرنے لگتا ہے جس سے اس کو سکون ملتا ہے اور جزاء کی حالت کو یاد کرنے سے قضاءوقدر کی تلخی جاتی رہتی ہے‘ جیسا کہ مصیبت سے دوچار کسی شخص نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ”بدلے کی حلاوت وچاشنی نے درد کی تلخی کو بھلا دیا"۔

ہم میں سے کوئی کسی ایسے مومن کے پاس سے گزرتا ہے جو کسی خطرناک بیماری کا شکار ہے ،بیماری سے اس کا چہرہ فق پڑ گیاہے ،جسم گھل چکا ہے ،طاقت وقوت مضمحل ہو چکی ہے اور وہ جان نکلنے کے انتظار میں ہے ،لیکن اس سب کے باوجود اس کی مصیبت دیکھ کر اس کا مصاحب اس سے زیادہ دکھی ہوتا ہے کیوں کہ مصیبت زدہ صاحبِ ایمان اللہ تعالی کی تقدیر سے راضی ہوتا ہے‘ اس کا دل اطمینان کی دولت سے بہرہ مند ہوتا ہے ،اس کی زبان حمد باری تعالی سے تھکتی نہیں ، ہم تمام لوگوں نے بارہا یہ مناظر دیکھے ہیں ،یقینا یہ اللہ تعالی کی طرف سے اطاعت گزار اور مصیبت زدہ بندوں کے لئے تعاون اور غیبی مدد ہے ۔[1]

بیماری کے وقت فائدہ میں وہی رہتا ہے جو مصیبت و آزمائش کی ہیئت و ماہیّت سے صرف نظر کر کے اللہ کی تعریف و ستائش میں لگا رہتا ہے ، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے :جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ اس کے پاس دو فرشتہ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ : دیکھو کہ وہ اس کی عیادت کرنے والوں کو کیا جواب دیتا ہے ؟ اگر وہ عیادت کرنے والوں کی آمد پر اللہ کی تعریف و ستائش بیان کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اللہ کے پاس اسے پیش کرتے ہیں جبکہ اللہ خودہی خوب واقف ہے‘ اللہ فرماتا ہے : میرے بندے کے لئے میرے اوپر یہ حق ہے کہ میں جب اسے وفات دوں تو اسے جنت میں داخل کردوں اور اگر اسے شفا دوں تو اس

---

(1) ڈاکٹر ابراہیم العقیل

کے گوشت پوشت اور خون کو پہلے سے بہتر کردوں اور میں اس کی خطائیں در گزر کردوں ۔[1]

جسمانی بیماری کبھی کبھار نعمت ہو تی ہے،جبکہ دل کی بیماری یقینی طور پر مصیبت اور آفت ہی ہوتی ہے' اہل علم کہتے ہیں : بیماری اور تمام ناپسندیدہ امور بلکہ صحت و عافیت اورمحبوب چیزیں ربانی سنت کے مطابق ابتلاءو آزمائش کے سامان ہوتے ہیں چنانچہ بندہ کو پسندیدہ وناپسندیدہ ہر ایک چیزکے ذریعہ آزمایا جاتا ہے ،اللہ تعالی فرماتا ہے:﴿وَنَبۡلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلۡخَيۡرِ فِتۡنَةٗۖ وَإِلَيۡنَا تُرۡجَعُونَ ٣٥﴾ [سورة الأنبياء:35].

ترجمہ: ہم بطریق امتحان تم میں سے ہر ایک شخص کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤگے ۔

کتاب و سنت سے یہ ثابت ہے کہ ابتلاءو آزمائش سے دوچار انسان اگر صبر وشکیبائی اور احتساب اجر سے کام لیتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کے لئے اجر عظیم اوربڑامقام ہے ، یہ اس لئے کہ بیماری خواہ عارضی ہویا دائمی' بیمار شخص اللہ کی مقدر کردہ تکلیفیں برداشت کرتا ہے جس کے سبب اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اس لئے کہ اللہ اپنے صبر کرنے والے مومن بندے کو دنیا و آخرت کے دوہرے عذاب سے دوچار نہیں کرتا ،بلکہ اللہ سبحانہ و تعالی صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا اور انہیں بے حد وحساب اجر وثواب سے نوازتا ہے ۔ آفت زدہ اور مصیبت و آزمائش کے شکار ہر انسان کو ہمارے ساتھ یہ احادیث پڑھنی چاہیئے جن میں ایسی بشارت ہے کہ اذن الہی سے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے،اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے : کوئی بھی بندہ الہی جب کسی بیماری کا شکار ہوتا ہے تو اللہ اسے اس بیماری سے پاک صاف کرکے نکالتاہے۔

---

(1) امام البانی نے صحیح الترغیب میں اسے حسن لغیرہ کہاہے

جب عارضی بیماری میں مبتلا شخص کی یہ حالت ہے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ شخص کس قدراجروثواب اور تکفیر سئیات کا سزاوار ہے جو ایسی دائمی بیماری سے دوچار رہتا ہے جو موت تک اس کا پیچھا کرتی رہتی ہے ،بے شک ایسا انسان اگر صبر کا دامن تھامے رہتا ہے تو ہر پل اس کے نامہ اعمال میں اجروثواب درج ہوتے رہتے ہیں اور وہ ہر گھڑی رحمتِ الٰہی سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے ۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا" مومن مرداور مومن عورت کی جان ،اولاد اور مال میں آزمائش آتی رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ مرنے کے بعد اللہ سے ملاقات کرتے ہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہوتا" ۔[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : جب اللہ بندہ مسلم کو کسی جسمانی آزمائش میں مبتلا کردیتا ہے تو اللہ فرشتے سے کہتا ہے کہ : اس کے وہ نیک اعمال درج کرتا رہے جنہیں وہ حالت تندرستی میں کرتا رہا ہے ۔ اگر اسے شفا عطا کرتا ہے تو گناہوں سے صاف کردیتا ہے اور اگر اسے وفات دیتاہے تو اسے مغفرت اور اپنی رحمت سے نوازتا ہے[2] ۔[1]

کسی نے ایک مریض کی عیادت کی ،اور اسے یہ بتایا کہ جس بیماری سے وہ جو جوجھ رہا ہے اس کی وجہ سے فلاں شخص کی موت ہو گئی !۔۔۔ اس طرح کی باتیں مریض کے لئے زہر آلود تیر ثابت ہو تی ہیں ۔

کتنی تعجب کی بات ہے .... !کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے اوپر یہ واجب ہے کہ آپ مریض کو اس کی بیماری سے وفات پانے والے لوگوں کی تعداد سے باخبر کریں ..... ! یا اسے آپ ایسی جانکاری سمجھتے ہیں جس سے مریض کو باخبر کرکے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں ؟!

)1 (اسے امام البانی نے صحیح الجامع میں صحیح کہاہے

)2 (اسے امام البانی نے صحیح الترغیب میں حسن صحیح کہاہے

جب آپ کسی مریض کی عیادت کریں تو اس کے سامنے شفایابی کے واقعات اور صرف خوش کن خبریں ہی ذکر کریں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات بولے یا خاموش رہے۔(2)

اللہ کی قسم جو آداب گفتگو سے بے بہرہ ہو اس کے لئے خاموشی ایک طرح کا حسن اور نعمت ہے، اگر بولنا ضروری ہو تو صرف مریض کے لئے دعاء شفا کرنے پر ہی اکتفا کرے۔

جب آپ کسی مریض کی عیادت کو جائیں تو اس کے حالات خواہ جس قدر بھی تشویشناک ہوں، آپ خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ اس سے روبرو ہوں، آپ کے چہرے کی تعبیر سے اس کو اپنی حالت کے بہتر یا بدتر ہونے کا عندیہ ملتا ہے، اب یہ آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اسے خوش کرتے ہیں یا اس کے غم میں اور اضافہ کر دیتے ہیں۔

اگر آپ کسی ایسے مریض کی عیادت کریں جو خطرناک حالات میں ہو، تو آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ موت کے سلسلے میں اس کی کبیدہ خاطری کو دور کریں اور اس سے کہیں: کوئی بات نہیں، اللہ آپ کو بیماری سے شفایاب کرے، اطاعت کے ساتھ آپ کی عمر دراز کرے، آپ کو شفا اور عافیت بخشے، اس کی مصیبت دور کرنے کے لئے اسے درازی حیات کی امید دلائیں، ہارون رشید جب بیمار تھے تو کسی نے ان سے کہا: آپ زیادہ فکر مند نہ ہوں، خود کو راحت دیں، اس لئے کہ نہ تو صحت و تندرستی کسی کو موت سے بچا سکتی ہے اور نہ ہی بیماری انسان کی زندگی سلب کر سکتی ہے، اس پر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم اس نے میرا حوصلہ بلند کر دیا، مجھے ہمت دلایا اور میرے دل کو راحت و سکون بخشا۔

نیک اعمال پر ہمیشگی برتیں خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، نوافل کا اہتمام کرتے رہیں تاکہ بیماری اور سفر کے وقت آپ کو ان نوافل کے ثواب ملتے رہیں، اور اگر سفر اور بیماری دونوں ایک ساتھ یکجا ہو جائیں تو ثواب کی بڑھوتری کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں!

)1 (اسلام سوال وجواب ویب سائٹ زیر اشراف فضیلۃ الشیخ محمد المنجد حفظہ اللہ

(2) صحیح بخاری

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اگر بندہ کسی نیک عمل کا عادی ہو اور بیماری یا سفر کی وجہ سے اسے انجام دینے سے قاصر ہو جائے، تو تندرستی اور اقامت کی حالت میں جو نیکی وہ کرتا رہا ہے، اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔[1]

سب سے پیاری چیز جس سے مریض کو آپ خوشی پہنچا سکتے ہیں وہ نہ تو حلاوے اور شیرینیاں ہیں کیوں وہ یہ سب کھا نہیں سکتا اور نہ وہ پھولوں کا گلدستہ ہے کیوں کہ اس سے مریض کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا!.... بلکہ سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ آپ مریض کو شرعی طریقے سے دم کریں، اگر وہ آپ سے طلب نہ بھی کرے تو آپ ہی پہل کریں، یہ سب سے افضل چیز ہے جو آپ اسے دے سکتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب کوئی شخص کسی ایسے شخص کی عیادت کرے جس کی موت کا وقت ابھی قریب نہ آیا ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے " أسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم أن یشفیک " میں عظمت والے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے، سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو شفا دے۔ تو اللہ اسے اس مرض سے شفا دے گا۔[2]

جب ایک کانٹے کے چبھنے سے خطائیں معاف ہو سکتی ہیں، تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جسے دکھ اور درد کے پے درپے کانٹے لگے ہوں، اس کے گناہ کیوں کر بچے رہیں گے، آپ اس نعمت پر اللہ کی تعریف بیان کریں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمان جب کبھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وغم، تکلیف اور ملال میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

حدیث میں وارد لفظ " نصب " کے معنی تھکان کے ہیں۔

اور لفظ " وصب " کے معنی بیماری کے ہیں۔

لفظ " ھم " سے مراد مستقبل کی فکر سے غم زدہ ہونا ہے اور لفظ " حزن " سے مراد ماضی کے کسی معاملہ پر رنجیدہ خاطر ہونا ہے۔

---

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح ابو داؤد میں حسن قرار دیا ہے

(2) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح ابو داؤد میں صحیح قرار دیا ہے

جس ذات نے دکھ درد پیدا کیا اسی نے آرام وراحت بھی پیدا فرمایا ہے، جس نے بیماری پیدا کی اسی نے شفا بھی پیدا کیا ہے، جس نے مصیبت وآزمائش پیدا کیا ہے اسی نے کشادگی وآسانی بھی پیدا کیا.... اس لئے اس ذات سے دور نہ بھاگیں، وہ آپ سے قریب ہے... صرف ضرورت ہے کہ اس کی قربت کا آپ یقین رکھیں اور اس کی قدرت پر ایمان، آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ مصیبت کے وقت اللہ سے کیسے روبرو ہوئیں اور کس طرح اس کے سامنے اپنی عرضی پیش کریں، مصیبت وآزمائش دور کرنے پر اللہ کی قدرت پر شک اور جزع فزع کر کے لوگ اپنی مصیبت کا سامان خود کرتے ہیں جس سے مصیبت دوگنی ہو جاتی ہے، کیا آپ کو لگتا ہے کہ اللہ کبیر سبحانہ سے بڑی آپ کی مصیبت ہی ہے!

جو شخص لمبی مدت تک دوائیاں لینے پر مجبور ہوتا ہے اور اسے یہ معلوم رہتا ہے کہ دوائی کی بعض ترکیب میں کچھ زہریلے مواد بھی تحلیل کئے جاتے ہیں، اسے یہ یقین رکھنا چاہئے کہ شفا اللہ کے اذن سے ہی ملتی ہے۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔(1)

۲- سینگھی اور پچھنا لگانے سے جسم کے زہریلے مواد نکل جاتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شفا تین چیزوں میں ہے: پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں، مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔(2)

---

(1) صحیح بخاری

(2) صحیح بخاري

دعاء

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب آخری سہ پہر میں آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور یہ ندا لگاتا ہے کہ: کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی سنوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے نوازوں، کون ہے جو مجھ سے استغفار کرے اور میں اسے بخش دوں۔[1]

رات کے تیسرے پہر اللہ آسمان دنیا پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جس طرح اس کی جلالت شان اور عظمت سلطان کے شایان شان ہے، اس وقت تم اپنی ضرورتیں رب کے سامنے پیش کیا کرو اور دلوں کے سارے بوجھ اتار لیا کرو، لوگوں کی مجلسوں میں اپنے دل کے بوجھ نہ اتارو! کیا تم اوب چکے ہو!.... اگر تمہیں اکتاہٹ نہیں ہوئی ہے تو لوگ تم سے ضرور اکتا چکے ہیں... لوگ عار دلاتے ہیں، وہ کچھ بدل نہیں سکتے، جب کہ اللہ آپ کے حالات بدل ڈالتا ہے ستیر (عیب پوشی کرنے والا) رب آپ کی عیب پوشی کرتا ہے۔

اے حاجت مندو! اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعاء قبول ہوتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: (اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعاء رد نہیں ہوتی)۔[2]

اے اللہ میرے دل کو حوصلہ اور قوت عطا کر.... مصیبت زدہ انسان کو اس دعاء کی کس قدر ضرورت ہے!.... آپ اللہ کے لطف ومہربانی پر غور کریں کہ جب موسی علیہ السلام کی والدہ اپنے شیر خوار اولاد کو کھو کر ایک ایسی مصیبت وآزمائش میں مبتلا ہوئی کہ ماؤں کے دل اس سے پسیج جائیں، تب ہی اللہ نے فرمایا: ﴿ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِۦ لَوْلَآ أَن رَّبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠﴾ ﴾ [سورة القصص:10].

ترجمہ: موسی کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا، قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو ڈھارس نہ دے دیتے، یہ اس لئے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے۔

---

(1) صحیح بخاری

(2) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الترمذی میں صحیح قرار دیا ہے

اپنے عمل سے زندگی کے متعینہ ایام کا مقابلہ کرتے رہیں، اس سے پہلے کہ آپ کو یہ کہنے کی نوبت آئے :﴿يَقُولُ يَٰلَيۡتَنِي قَدَّمۡتُ لِحَيَاتِي ٢٤﴾ [سورة الفجر :24].

ترجمہ: وہ کہے گا کہ کاش میں نے اس زندگی کے لئے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا۔

(اگر ہم نے ان کے دل کو ڈھارس نہ دیا ہوتا) اپنی عصمت وحفاظت، صبر واستقامت اور ثابت قدمی کے ذریعہ۔

(تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں رہیں) اللہ کے اس وعدے کی تصدیق کرنے والوں میں رہیں کہ (ہم موسی کو تمہارے پاس ضرور لوٹائیں گے) چنانچہ اللہ نے موسی علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس لوٹا کر ان کی والدہ کو سعادت وخوش بختی سے سرفراز فرمایا.... اللہ سے دعا ہے کہ رب تعالی آپ کو بھی دل کا حوصلہ عطا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اللہ سے پناہ مانگا کرو آزمائش کی مشقت، بدبختی کی پستی، برے خاتمے اور دشمن کی ہنسنے سے)۔[1]

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ: اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زوال سے، تیری عافیت اور تیری دی ہوئی صحت کے پلٹ جانے سے، تیرے ناگہانی عذاب اور تیرے سارے غضب والے کاموں سے)۔[2]

---

(1) صحیح بخاری

(2) صحیح مسلم

مصیبت کے وقت کی دعائیں

یہ ایک ناقابل تصور بات ہے کہ کوئی انسان مصیبت وآزمائش کا شکار بھی ہو اور اسے مصیبت کے وقت پڑھی جانے والی دعائیں بھی یاد نہ ہوں' ایسا شخص محرومی کا شکار ہے، اگر آپ آزمائش کے مجھدار میں رہ کر بھی یہ دعائیں یاد نہیں کرپارہے ہیں تو پھر کب یاد کریں گے ؟۔

جب آپ غم واندوہ کے گھیرے میں ہوں گے تو کس چیز کا ورد کریں گے ؟

گیت اور نغمے گائیں گے، لعن طعن اور گالی گلوچ کریں گے، یا تقدیر کو کوسنے والے الفاظ دہرائیں گے، اللہ ہمیں ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھے!

مصیبت کے وقت یہ کسی انعام سے کم نہیں کہ آپ ایسی دعاؤں کو یاد کرنے اور انہیں دہرانے کا اہتمام کریں جنہیں آپ لمبی مدت تک نہ تو جانتے تھے اور نہ ہی ان کا ورد کیا کرتے تھے، آپ جلد انہیں یاد کرنے کی کوشش کریں اور ان کا ورد کرنا شروع کردیں اور سننے اور قبول کرنے والی پاک ذات سے یہ بشارت قبول کریں کہ جلد ہی آپ کے گھر آگن پر خوشی اور آسانی کا سایہ دراز ہوگا۔

مصیبت کے وقت کی دعائیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:(جس انسان کو بھی کوئی غم اور فکر لاحق ہو اور وہ یہ دعا کرے تو اللہ اس کے فکر و غم کو دور کرکے اسے فرحت ومسرت سے سرفراز کرتا ہے:" اللهم إني عبدك وابن عبدك وابن أمتك ناصيتي بيدك ماض في حكمك عدل في قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن العظيم ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي "

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے غلام اور لونڈی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے اوپر تیری ہی حکومت چلتی ہے، میرے تئیں تیرا فیصلہ عدل پر مبنی ہے، میں تجھ سے تیرے ان تمام ناموں سے جن سے تونے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے، یا انہیں اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، یا اپنی کسی مخلوق کو سکھایا ہے یا اپنے پاس ہی انہیں علم غیب کا حصہ بنا رکھا ہے، یہ سوال کرتا ہوں کہ تو قرآن کو میرے دل کا بہار، میرے سینے کا نور، میرے حزن وملال کا مداوا اور غم واندوہ کی دوا بنادے۔

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ کلمات دعاء سیکھ لینا چاہئے؟ آپ نے فرمایا: یقینا! جو بھی انہیں سنتا ہے اسے چاہئے کہ اس دعا کو سیکھ لے)۔[1]

اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں: مصیبت زدہ اور پریشان حال کے لئے یہ دعا ہے: اللهم رحمتك أرجو فلا تكلني إلى نفسي طرفة عين وأصلح لي شأني كله لا إله إلا أنت"[2]

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری ہی رحمت چاہتا ہوں، تو مجھے ایک لمحہ بھی نظر انداز نہ کر، میرے تمام کام درست فرمادے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتلاء ومصیبت کے وقت یہ دعا کرتے تھے: لا إله إلا الله العظيم الحليم لا إله إلا الله رب السماوات والأرض ورب العرش العظيم"[3]

ترجمہ: اللہ جو بلند وبالا اور بردبار ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، آسمان وزمین اور عرش عظیم کے رب کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔

اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کلمات سکھائے جنہیں میں مصیبت کے وقت پڑھا کرتی ہوں: "الله ربي لا أشرك به شيئا"[4]

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے، اس کا کوئی شریک وساجھی نہیں۔

مصیبت کے وقت کی دعائیں یاد کرنا فضیلت کی بات ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے... لیکن جن لوگوں کے لئے انہیں یاد کرنا مشکل ہو ان کے لئے یہ گنجائش اور امکان موجود ہے کہ وہ اپنے اسلوب اور انداز میں دعا کر لیا کریں۔

---

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الترغیب میں صحیح قرار دیا ہے

(2) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الجامع میں حسن قرار دیا ہے

(3) صحیح بخاري

(4) امام البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے

قلم کاری اور صحافت

کچھ تحریروں میں تقدیر پر اعتراض اور اللہ سے ناراضگی کے مظاہر دیکھے جاتے ہیں، اس قسم کی باتوں سے اللہ کی ناراضگی اور گناہوں میں بڑھوتری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اس طرح کی باتیں کرنے والے فتنے میں پڑ جاتے ہیں، خواہ انہیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو، اللہ تعالی نے لوگوں کو ایک دوسرے کے لئے فتنہ بنایا ہے، ان میں کوئی امیر ہے تو کوئی فقیر، کوئی عزت دار شریف ہے تو کوئی کمتر حقیر، جو اللہ کی تقسیم پر راضی رہے اور اس پر نالاں نہ ہو، وہ فتنہ سے محفوظ رہتا ہے، اور جو قضائے الہی پر تنقید کرے اور اس پر ناراض ہو اس کے لئے اللہ کی ناراضگی ہے، اللہ فرماتا ہے: ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴾ [سورة الفرقان:20].

ترجمہ: اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا... کیا تم صبر کروگے؟ تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

امام قرطبی کہتے ہیں: اللہ کے فرمان: "وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ" کا مطلب یہ ہے کہ دنیا آزمائش اور امتحان کا گھر ہے، اس لئے اللہ نے چاہا کہ تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے لئے فتنہ کا ذریعہ بنادے، خواہ وہ مومن ہو یا کافر، تندرست انسان بیمار کے لئے فتنہ ہے، مالدار غریب کے لئے فتنہ ہے، صبر کرنے والا نادار شخص امیر انسان کے لئے فتنہ ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کے لئے باعث آزمائش بنایا گیا ہے، چنانچہ امیر کو فقیر کے ذریعہ آزمایا جاتا ہے، اس لئے اس کی ذمہ داری ہے کہ فقیر ونادار کی خیر سگالی کرے اور اس کا مذاق نہ اڑائے اور نہ اس کی تحقیر کرے، اس طرح فقیر کو امیر کے ذریعہ آزمایا جاتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ امیر سے حسد نہ کرے، اس کے مال میں سے اتنا ہی لے جتنا وہ خوشی سے دے اور ان میں سے ہر ایک حق وراستی پر صبر وشکیبائی سے کام لے، جیسا کہ ضحاک نے (أتصبرون) کا معنی بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ: کیا تم حق وراستی پر صبر کروگے؟

مصیبت زدہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ: ہمیں عافیت وتندرستی کیوں نہیں ملتی؟ نابینا یہ کہتا ہے کہ: میں بینا کی طرح کیوں نہ ہو سکا؟ ہر آفت زدہ انسان کی یہی صورت حال ہے، فتنہ یہ ہے کہ آزمائش زدہ انسان تندرست شخص سے حسد کرے، تندرست انسان آزمائش میں مبتلا شخص کو حقیر جانے، اور صبر یہ ہے

کہ دونوں خود پر قابو رکھے، تندرست شخص کبر وغرور سے باز رہے اور آزمائش زدہ انسان تنگ آنے اور زچ ہونے سے گریز کرے۔

(أتصبرون) یعنی کیا تم صبر کروگے ؟ اس کا جواب محذوف ہے اور یہ ہے کہ: یا تم صبر نہیں کروگے ؟[1]

اس طرح کی باتیں جو زبان زد عام ہیں، ان کے اندر اللہ سے بدگمانی کی بو پائی جاتی ہے، یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس سے کم ہی لوگ بچ پاتے ہیں، کوئی یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے لئے جتنا مقدر کیا گیا ہے وہ اس سے زیادہ کا مستحق ہے اور وہ اس کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے حصے میں زیادہ سے زیادہ خیر وبھلائی آئے اور دوسروں کے بالمقابل وہ برائی اور نقصان سے زیادہ محفوظ رہے۔ یہ تقدیر الہی پر اعتراض کرنا ہے جس سے ایمان کے ایک رکن میں خلل واقع ہوتا ہے، جو کہ تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان لانا ہے اور یہ اعتقاد رکھنا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے مقدر کردہ ہے، اللہ نے اسے لکھا ہے، اس کی مشیئت اس میں شامل ہوئی پھر اللہ نے اپنی حکمت اور عدل سے اس کو خلقت عطا کیا۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ: اکثر وبیشتر خلق خدا بلکہ ساری ہی مخلوق سوائے اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے، اللہ سے ناحق بدگمانی رکھتے ہیں، بیشتر بنی نوع آدم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اسے پورا حق نہیں ملا ہے، وہ کم نصیب ہے، اللہ نے اسے جتنا نوازا ہے، وہ اس سے زیادہ کا حق رکھتا ہے، وہ اپنی زبان حال سے یہ کہ رہا ہوتا ہے کہ: میرے رب نے میرے اوپر ظلم کیا اور مجھے میرے حق سے محروم رکھا' وہ دل ہی دل میں اس کی گواہی دے رہا ہوتا ہے' لیکن زبان سے اس کا انکار کرتا ہے اور کھل کر بولنے کی جرأت نہیں کر پاتا ہے۔

جو اپنے نفس کا جائزہ لے گا اور چھپے ہوئے افکار اور پوشیدہ خیالات کو جاننے کے لئے نفس کی گہرائی تک جائے گا' اسے اپنے اندر یہ چیز اسی طرح چھپی ہوئی ملے گی جس طرح راکھ میں آگ چھپی ہوتی ہے' آپ جس کی چاہیں اس کی راکھ چھان لیں' اس کے شرارے آپ کو اس میں دبی انگاروں کی خبر دے دیں گے' آپ جس کی چاہیں خبر لے لیں آپ ضرور اس کو تقدیر کو کوستے' اسے ملامت کرتے اور خلاف واقعہ رائے دیتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ بہتر یہ تھا کہ ایسا نہیں ویسا ہوتا' کچھ لوگ آپ کو اس

(1) تفسیر قرطبی سے اختصار کے ساتھ

معاملے میں زیادہ نکتہ چیں نظر آئیں گے اور کچھ کم، آپ خود اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ اس سے محفوظ ہیں؟

میری نظر میں سب سے بڑا بد نصیب اور تنگ دل وہ ہے جو تقدیر الٰہی پر نالاں رہتا ہے.... اور اپنے اس رویہ سے جہاں گناہ کا سزاوار ٹھہرتا ہے وہیں رب کی ناراضگی بھی مول لیتا ہے... آپ ان میں سے نہ ہوں جو اپنی تحریروں میں کبھی کھل کر واضح انداز میں اور کبھی اشارے کنائے میں تقدیر پر اعتراض کرتے رہتے ہیں!

جب آپ تک بندیوں، تخیلات اور اشعار کا جائزہ لیں گے تو آپ کو ان کا اکثر حصہ حزن و ملال، شکوہ شکایت، قلق اور بے چینی پر مشتمل نظر آئے گا... جو کہ قلم کار کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے کو بھی دکھی کر دیتا ہے، اس لئے کہ اس قسم کی نگارشات حزن و افسردگی کو ختم کر کے ان کو بھلانے کے بجائے ان کو ابھارتی اور انہیں دل میں مستحکم کر دیتی ہیں، جس سے تقدیر الٰہی سے بے اطمینانی اور اس پر اظہار ناراضگی کا راستہ کھلتا ہے اور جو انسان اس راہ پر چل پڑتا ہے اسے اللہ کی ناراضگی ہی حاصل ہوتی ہے۔

اے مصیبت زدگان..... اپنی تحریروں میں اللہ کے ساتھ ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور اللہ کے عذاب سے خائف رہو... اپنی نگارشات کے ذریعہ تقرب الٰہی حاصل کرو، آپ کی باتوں سے قضاء و قدر پر ایمان اور صبر و رضا کی خوشبو پھوٹنی چاہئے، آپ فوری اور قریبی خوشحالی کی امید رکھئے اور اللہ سخی و داتا کے فیض و کرم سے خوش رہئے اور اس کی بشارت قبول کیجئے۔

کہتے ہیں کہ: جس نے اپنے پیچھے کچھ چھوڑ کر مرا، وہ لوگوں کی یادوں میں زندہ رہتا ہے... میرا کہنا ہے کہ: جو خیر اور بھلائی کی بات تحریر کرتا ہے وہ جاوداں ہو جاتا ہے۔

موت

شب وروز کی گردش تیزی کے ساتھ ہمیں موت کی طرف دھکیل رہی ہے....اگر قبر جنت کی کیاری ہوگی تو اس میں کوئی وحشت نہیں ہوگی...اپنے نیک اعمال سے شب وروز کی تیز رفتاری کا مقابلہ کرتے رہیں۔

جلد ہی اپنی ضرورتیں پوری کرلو اس لئے کہ تمہاری زندگی ایک سفر کی طرح ہے' اور اپنی جوانی کے گھوڑے کو کچوکے لگاتے رہو اس سے پہلے کہ وہ واپس لوٹ جائے کیوں کہ جوانی امانت اور ودیعت ہے۔

کوئی بھی شخص اپنی زندگی کے ایام پوری کرنے سے قبل وفات نہیں پاتا' اس لئے مطمئن رہیں اور خوف نہ کھائیں' بلکہ بہادر اور پیش روبن کر رہیں' اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بغیر اللہ تعالی کے حکم کے کوئی جاندار نہیں مر سکتا' مقرر شدہ وقت لکھا ہوا ہے۔

شب وروز اس طرح تیز رفتاری سے گزرتے ہیں گویا کہ آپ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوں جو آپ کے لئے سرپٹ دوڑ رہا ہو....دوڑتے دوڑتے یکبارگی پوری شدت کے ساتھ ٹھہر جائے اور آپ کو اپنی تمام قوت کے ساتھ "قبر" کے گڈھے میں ڈالدے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ کہتے ہیں:

الموت لا والدا يبقي ولا ولدا	هذا السبيل إلى أن لا ترى أحدا
مات النبي ولم يخلد لأمته	لو خلد الله خلقا قبله خلدا
للموت فينا سهام غير خاطئة	من فاته اليوم سهم لم يفته غدا

ترجمہ: موت نہ تو باپ کو چھوڑتی ہے نہ بیٹے کو' یہ ایسا راستہ ہے جو سب کی نظر سے اوجھل کر دیتا ہے ...نبی وفات پاگئے اور اپنی امت کے لئے ہمیشگی کی زندگی نہ پاسکے' اگر اللہ نے آپ سے پہلے کسی مخلوق کو حیات جاوداں عطا کیا ہوتا تو آپ بھی ہمیشہ زندہ رہتے۔

موت کا تیر ہم سب کو اپنا شکار بنانے والا ہے' جسے آج وہ تیر خطا کر گیا' کل اسے اپنا شکار بنا کر رہے گا۔

موت ایک ایسی حقیقت ہے جو اس وقت تک پردۂ غیب میں رہتی ہے جب تک کہ ہم اس سے دوچار نہ ہوں اور اس کا مزہ نہ چکھ لیں' اللہ تعالی فرماتا ہے:

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم کو اپنے بدلے پورے پورے دیے جائیں گے۔

"تلبینہ"[1] مصیبت زدہ انسان کے لئے فائدہ مند غذا ہے' جس سے اس کی مصیبت اور قلق کم ہوتا ہے' جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اہل خانہ میں کسی کی وفات ہوتی' عورتیں یکجا ہوتیں' پھر تعزیت کے بعد اپنے گھروں کو چلی جاتیں' صرف اہل خانہ اور خاص خواتین رہ جاتیں تو آپ ایک ہانڈی "تلبینہ" بنانے کا حکم دیتیں' پھر ثرید تیار کیا جاتا "تلبینہ کو ثرید پر انڈیل دیا جاتا پھر آپ عورتوں کے لئے اسے پیش کرتیں اور کہتیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا: "تلبینہ سے مریض کے دل کو راحت پہنچتی ہے اور اس کا غم ہلکا ہو جاتا ہے"[2]

اللہ ہمارے حبیب اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نازل فرمائے جنہوں نے ہمیں غم واندوہ کو کم کرنے والی غذا کی بھی تعلیم دی' ہمارے دین عظیم اور ہمارے نبی عظیم ہیں' اے اللہ کے رسول! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان۔

امام نووی کہتے ہیں کہ: "مجمۃ" میم اور جیم کے فتحہ یا میم کے ضمہ اور جیم کے کسرہ کے ساتھ' اس کا معنی ہوتا ہے: جو دل کو راحت پہنچائے اور اس سے غم کو دور کر کے اس میں نشاط پیدا کر دے۔

اپنے عمل سے زندگی کے متعینہ ایام کا مقابلہ کرتے رہیں' اس سے پہلے کہ آپ کو یہ کہنے کی نوبت آئے:

ترجمہ: وہ کہے گا کہ کاش میں نے اس زندگی کے لئے کچھ پیش گی سامان کیا ہوتا۔

کاش میں نے دنیا میں رہتے ہوئے اپنی حقیقی اور باقی رہنے والی زندگی کے لئے نیک اعمال کیا ہوتا، ایسی زندگی کے لئے جس کے بعد موت نہیں، کچھ ایسے اعمال کر لیا ہوتا جو غضب الہی سے نجات دلا کر مجھے رضائے الہی سے سرفراز کر سکیں۔

---

1 تلبینہ ایسا شوربہ ہے جو چھلکے کے ساتھ پسے ہوئے جو کے دو چمچے کو ایک گلاس پانی میں ملا کر ۵ منٹ تک معتدل آنچ پر چھوڑنے سے تیار ہوتا ہے۔

2 صحیح بخاری

آپ کی زندگی کے ایام سرسبز وشاداب درخت کے پتوں کی طرح ہیں جن میں پہلے زردی آتی ہے، پھر وہ خشک ہو کر مائل بہ زمیں ہو جاتے ہیں، اور پھر دیکھتے دیکھتے زمین پر آگرتے ہیں، بعض دفعہ درخت کے پتے اپنی شادابی کے آغاز ہی میں درخت، اس کی ڈالیوں اور پھلوں کو چھوڑ کر زمین پر گر پڑتے ہیں، کیوں کہ یہاں ہمیشہ رہنے والی کوئی جگہ نہیں.... کوئی بھی جگہ ہمیشہ رہنے والی نہیں۔

اب آپ اپنے پیارے جذبات کو اپنے اہل خانہ کے سامنے پیش کریں، کیا یہ مرثیہ کے ان قصیدوں اور آہ وبکا کے ان تخیلات سے بہتر نہیں ہیں جو موت کے بعد انہیں کچھ کام نہیں آنے والے ؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"بھلی بات صدقہ ہے"[1]

---

(1) صحیح بخاری

مصیبت کی تپش اور حزن وملال کا علاج

اہم بات یہ ہے کہ مصیبت زدہ انسان مصیبت کی شدت اور حزن وملال کے علاج کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے واقف ہو، ابن قیم زاد المعاد میں رقم طراز ہیں:

اللہ فرماتا ہے: ﴿وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝١٥٥ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ ۝١٥٦﴾ [سورة البقرة:155-156].

ترجمہ: اور ان صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالی کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں! ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اللہ کے رسول کا ارشاد ہے: جب کسی مسلمان بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ انا لله وانا اليه راجعون اللهم آجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها کہتا ہے تو اللہ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتا ہے اور اس کا نعم البدل عطا کرتا ہے۔[1]

یہ دعا مصیبت زدہ انسان کے لئے بڑا کارگر علاج ہے اور اس کی دنیا و آخرت کے لئے مفید وسود ہے۔

اس کے اندر دو اصول بیان کئے گئے ہیں:

۱- بندہ اور اس کے آل واولاد اور مال ودولت سب حقیقت میں اللہ کی ملکیت ہیں، جنہیں اللہ نے اپنے بندے کے پاس بطور امانت رکھا ہے، جب بندہ سے اللہ وہ لے لیتا ہے تو اللہ امانت دینے والے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی امانت امین سے واپس لیتا ہے۔

۲- بندہ کا آخری پڑاؤ اور اس کا انجام مولائے حقیقی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، ہر حال میں اسے اپنے پیچھے دنیا چھوڑ کر آخرت کے لئے کوچ کرنا ہے، پھر وہ اپنے رب کے سامنے اسی طرح یکتا و یگانا، بغیر اہل وعیال، مال ودولت اور بلا خاندان اور قبیلے کے حاضر ہوگا جیسا کہ اسے پہلی دفعہ پیدا کیا گیا تھا، اس کے ساتھ صرف اس کی نیکیاں اور بداعمالیاں ہوں گی۔

---

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے

اگر بندے کا آغاز اور اس کے انجام کی حقیقت یہ ہے تو وہ بھلا کس طرح کسی چیز کو پا کر خوش ہوتا اور کسی چیز کو کھو کر افسوس کرتا ہے، اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی ابتداء خلقت اور انجام پر غور کرے۔
اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ وہ یہ یقینی علم رکھے کہ جو چیز بھی اسے ملی ہے وہ چوکنے والی نہیں تھی، اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ اپنی مصیبت پر غور کرے، اسے سمجھ میں آئے گا کہ اللہ نے اس کے لئے مصیبت کی طرح یا اس سے بہتر بھلائی اور نیکی باقی رکھی ہے، اور اگر اس نے صبر و شکیبائی او ر رضا وخوشنودی سے کام لیا تو اس کے لئے ایسا انعام اللہ نے ذخیرہ کر رکھا ہے جو اس مصیبت کے دور ہو جانے سے کئی گنا بڑا ہے، اور اس وقت اسے یہ یقین ہو گا کہ اگر اللہ چاہتا تو اس مصیبت کو اور بھی بڑا بنا سکتا تھا۔
اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ مصیبت کی آگ کو مصیبت زدگان کی تسلی کی ٹھنڈک سے بجھانے کی کوشش کرے، اور یہ جان رکھے کہ ہر نکڑ پر اور ہر بستی میں اللہ کے کچھ سعادت مند بندے جیتے ہیں، پھر جب وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے صرف آزمائش و مصیبت اور حسرت و ندامت ہی نظر آئے گی۔ اگر وہ پوری دنیا کی خاک چھاننے پر اتر آئے تو بھی اسے ہر جگہ صرف مصیبت کے مارے ہی ملیں گے کیوں کہ کسی کو اپنی چاہت نہیں ملتی ہے، تو کسی کو ناپسندیدہ چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، پھر اسے یہ معرفت و آگہی مل جائے گی کہ دنیا کی پریشانیاں خواب یا وقتی سائے کی طرح ہیں، یہ دنیا ہنساتی کم اور رلاتی زیادہ ہے، اگر ایک دن کی خوشی و مسرت دیتی ہے تو زمانے تک مصائب سے گھیرے میں رکھتی ہے، اگر تھوڑی نوازش کرتی ہے تو دیر تک محروم بھی رکھتی ہے۔
ہند بنت النعمان کہتی ہیں کہ: ہم نے دیکھا کہ ہم لوگوں میں بڑے باعزت اور بڑی شوکت والے ہیں، پھر سورج ابھی غروب بھی نہیں ہوا کہ ہم لوگوں میں سب بے وقعت اور کم مایہ ہو گئے۔
ان سے کسی نے اپنی روداد بیان کرنے کی پیشکش کی تو انہوں نے عرض کیا: ایک دن جب ہم نے صبح کی تو سارا عرب ہم سے نوازشوں کی امید کر رہا تھا، اور شام ہوتے ہی سارے عرب کی نظر میں ہم قابل رحم ہو گئے۔
اس کا ایک علاج یہ ہے کہ اسے یہ آگہی حاصل ہو کہ آہ و بکا سے مصیبت دور نہیں ہوتی بلکہ اور بڑھ ہی جاتی ہے۔

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھے کہ صبر اور تسلیم ورضا کے ثواب سے محرومی میں مصیبت سے زیادہ بڑی محرومی ہے، صبر اور تسلیم ورضا کا ثواب نماز، رحمت الٰہی اور ہدایت ربانی میں پوشیدہ ہے جن کی ضمانت اللہ نے خود لی ہے بہ شرطیکہ صبر اور تسلیم ورضا کا التزام کیا جائے۔

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ جان رکھے کہ جزع فزع اور آہ وبکا سے دشمن کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے، دوست پر ناگوار گزرتا ہے، رب ناراض ہوتے ہیں، شیطان خوش ہوتا ہے، اجر وثواب غارت ہو جاتے ہیں اور بندہ کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے، جب کہ صبر اور احتساب اجر سے رب خوش ہوتا ہے، دوست کو مسرت حاصل ہوتی ہے، دشمن کو ناگواری ہوتی ہے، بھائیوں کا غم ہلکا ہوتا ہے اور ان سے پہلے وہ خود اپنے بھائیوں کے لئے باعث تسلی ہوتا ہے، یہ ثابت قدمی اور بڑے کمال کی بات ہے۔ گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، تباہی کی دہائی دینا اور تقدیر پر شکوہ کناں ہونا کوئی عظمت اور اہمیت کی بات نہیں۔

اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ وہ یقین رکھے کہ صبر اور احتساب اجر کے بعد جو لذت اور فرحت حاصل ہوتی ہے وہ اس لذت ومسرت سے کئی گنا بڑی ہوتی ہے جو مصیبت کے باقی رہنے پر ملتی ہے، اسے تو وہ بیت الحمد ہی کافی ہے جو اس کے لئے جنت میں اللہ کی تعریف اور اس کی تسلیم ورضا کے عوض بنائی جاتی ہے، اب وہ خود غور کرلے کہ کون سی مصیبت بڑی ہے، دنیاوی مصیبت یا دائمی اور ہمیشگی کی جنت میں بیت الحمد سے محرومی کی مصیبت، اللہ کے رسول کا ارشاد ہے:

جب قیامت کے دن ایسے لوگوں کو ثواب دیا جائے گا جن کی دنیا میں آزمائش ہوئی تھی تو اہل عافیت خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کتر دی جاتیں۔[1]

اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ وہ یہ جان لے کہ اگر وہ آہ وفغاں کی آخری حد کو پہنچ جائیگا تب بھی اسے انجام کار مجبور ہو کر صبر کرنا ہی پڑے گا، جو کہ نہ تو قابل تعریف ہے اور نہ باعث اجر وثواب، کسی حکیم نے کہا ہے کہ: "عقلمند انسان مصیبت کے پہلے ہی دن وہ اقدام کرتا ہے جو نادان انسان مصیبت جھیلنے کے کئی دن کے بعد کرتا ہے، جو عزت داروں کی طرح صبر نہیں کرتا اسے چوپایوں کی طرح تسلی کرنی پڑتی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح الترمذی میں حسن کہا ہے

"صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے"(1)

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ یہ جان رکھے کہ جس نے اسے آزمائش سے دوچار کیا ہے وہ سب سے بڑا حکمت والا اور سب سے زیادہ رحیم ومہربان ہے ، اللہ نے اسے اس لئے آزمائش میں نہیں ڈالا کہ اس کو ہلاک کردے یا عذاب سے دوچار کرے ، بلکہ اللہ نے اسے آزمائش میں اس لئے مبتلا کیا تاکہ وہ اس کے صبر ، رضا اور ایمان کا امتحان لے سکے ، اس کی گریہ وزاری کو سنے ، اسے اپنے در کا سوالی بنتا دیکھے اور یہ دیکھے کہ وہ اسی اللہ کی پناہ لیتا ہے اور شکستہ دل کے ساتھ اس کے روبرو حاضر ہو کر اپنے دکھڑے سناتا ہے۔

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ ووہ یہ آگہی رکھے کہ اگر دنیا کے مصائب اور آزمائشیں نہ ہوتیں تو بندہ کبر وغرور ، خود پسندی اور قساوت قلبی جیسی بیماریوں کا شکار ہو جاتا جو دیر سویر اسے ہلاکت کے دہانے تک پہنچادیتے۔ لیکن ارحم الراحمین کی رحمت ہی ہے کہ وہ وقتا فوقتا اپنے بندوں کو مصائب کی مختلف دواؤں کے ذریعہ ان کی خبر گیری کرتا رہتا ہے تاکہ یہ مصائب انہیں ان تباہ کن بیماریوں سے بچائے رکھیں اور اس کی خوئے بندگی محفوظ رہے ، اس کے اندر سے ہلاکت خیز اور فساد انگیز مواد خارج ہو جائیں ، پاک ہے وہ ذات جو مصیبت و آزمائش کے ذریعہ رحم کرتا ہے اور نعمت کے ذریعہ آزماتا ہے ، کسی نے کہا ہے:

قد ينعم بالبلوى وإن عظمت

ويبتلي الله بعض القوم بالنعم

ترجمہ: کبھی آزمائش کی شکل میں انسان کو نعمت ملتی ہے ، خواہ وہ آزمائش بڑی ہی کیوں نہ ہو اور اللہ تعالی کچھ لوگوں کو نعمتوں کے ذریعہ بھی آزماتا ہے۔

اگر اللہ تعالی مصائب اور آزمائشوں کی دواؤں سے اپنے بندوں کا علاج نہ کرتا رہتا تو بندے سرکشی اور بغاوت پر اتر آتے ، جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے حسب حال اسے آزمائش اور امتحان کی دوا پلاتا رہتا ہے جس کے ذریعہ اسے ہلاکت خیز بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ، یہاں تک کہ جب وہ پاک صاف اور شفاف ہو جاتا ہے تو اللہ اسے دنیا کے عزیز ترین مرتبہ کا اہلیت عطا کرتا

(1) اس حدیث کو امام البانی نے صحیح النسائی میں صحیح کہا ہے

ہے جو کہ اللہ کی بندگی ہے اور اسے آخرت کی بلند ترین ثواب سے سرفراز فرماتا ہے جو کہ رب کا دیدار اور اس کی قربت ہے۔

اس کا ایک علاج یہ ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ دنیا کی تلخی دراصل آخرت کی حلاوت وشیرینی ہے، اللہ تلخی کو شیرینی میں بدل دیتا ہے، اور دنیا کی حلاوت دراصل آخرت کی تلخی ہے، وہ ختم ہو جانے والی تلخی سے ہیشگی کی حلاوت کی طرف منتقل ہو جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ فوری حلاوت کے لئے ہیشگی کی تلخی میں مبتلا ہو جائے۔ اگر آپ اس سے ناآشنا ہیں تو صادق ومصدوق کے ارشاد پر غور کریں:

جنت ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیزوں سے اور جہنم شہوتوں سے گھری ہوئی ہے۔[1]

اس جگہ پر لوگوں کی عقل کی قلعی کھل جاتی ہے، اور مردوں کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے، بیشتر لوگ ہیشگی کی لافانی حلاوت پر دنیا کی وقتی چاشنی کو ترجیح دیتے ہیں، وہ ہیشگی کی حلاوت کے لئے کچھ دیر کی تلخی نہیں برداشت کرپاتے، نہ ہی ہمیشہ رہنے والی عزت اور عافیت کی خاطر وہ کچھ وقت کی ذلت اور مصیبت جھیلنا چاہتے ہیں، اس لئے کہ جو چیز موجود ہے وہ ان کی نظر کے سامنے ہے اور جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ نگاہوں سے او جھل اور پردہ غیب میں ہے، ایمان کمزور ہے، شہوت اور خواہش نفس کی حکومت چل رہی ہے، جس سے دار فانی کو ترجیح دینے اور آخرت کو ٹھکرانے کی نادان خو جنم لیتی ہے۔

اللہ نے اپنے اولیاء اور اطاعت گزار بندوں کے لئے جو قائم رہنے والی نعمتیں، دائمی خوش بختی اور بڑی کامیابی تیار کر رکھی ہے اور ناکاروں وبے وقعت لوگوں کے لئے جو رسوائی، سزا اور ہیشگی کی حسرت وافسردگی تیار کر رکھی ہے، ان سب کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں، پھر آپ کے لئے جو زیادہ موزوں ومناسب ہے، اس قسم کو اختیار کریں، ہر انسان اپنے طریقے پر عمل کرتا ہے اور ہر شخص اپنے لئے مناسب اور موزوں طریقہ اختیار کرتا ہے اور توفیق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

---

(1) صحیح مسلم

ابتلاء وآزمائش کو دور کرنے کے أسباب:

پہلا سبب :صحت وعافیت اور سکون کے ایام میں اللہ رب العالمین کی اطاعت کرنا' فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اللہ (کے حدود اور احکام) کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا۔

(احفظ اللہ) یعنی اللہ کے حدود و حقوق اور اوامر و نواہی کی حفاظت اس طرح کرو کہ اللہ تمہیں اپنی اطاعت اور تقرب میں پائے اور تمہیں معاصی میں لت پت نہ دیکھے۔ سب سے بڑی چیز نماز اور طہارت وپاکیزگی پر محافظت برتنا ہے۔ سر بشمول اس کے اندر موجود افکار وخیالات' اور آنکھ کان اور زبان کو محرمات سے محفوظ رکھنا' پیٹ اور اس کی غذاؤں کی حفاظت کرنا اور دل کو گناہوں پر مصر رہنے سے روکنا اور حرام خوری سے اجتناب کرنا' یہ سب اللہ کے حدود کی حفاظت میں شامل ہیں' اسی طرح اللہ رب العالمین کے نواہی میں جن چیزوں کی حفاظت زیادہ اہم ہے وہ ہے شرم گاہ کی حفاظت کرنا اور اس کو حلال جگہ میں ہی استعمال کرنا۔

(یحفظک) یعنی جب تو نے اس کا خوف رکھا اور اس کے اوامر ونواھی کی پابندی کی تو وہ تجھے اس طور پر بدلا دے گا کہ وہ تجھے شرور وفتن اور سزاءوعقاب سے بچائے گا اور تیرے نفس کی' تیرے اہل وعیال کی' تیرے مال وجائداد کی اور تمہارے دین ودنیا کی حفاظت فرما کر تجھے دنیا وآخرت کی ہر دشواریوں سے محفوظ رکھے گا۔

اللہ دو طریقے سے اپنے بندے کی حفاظت فرماتا ہے:

پہلی قسم: اللہ اس کے دنیاوی مصالح کی حفاظت فرماتا ہے جیسے اہل وعیال' جان ومال اور جسم وجان کی حفاظت، جو اپنی جوانی اور تندرستی میں اللہ (کے حدود واحکام) کی حفاظت کرتا ہے 'ضعیفی اور بڑھاپے میں اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے سماعت 'بصارت' قوت اور عقل وبینش سے نوازتا ہے۔

دوسری قسم: !اللہ تعالی بندہ کے دین وایمان کی حفاظت کرتا ہے' اس کی زندگی کو گمراہ کن شبہات اور ممنوعہ خواہشات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور موت کے وقت اسے اپنے دین پر قائم رکھتا ہے اور ایمان پر اسے وفات دیتا ہے، اس کے برعکس جو اللہ کے حدود واحکام کی پامالی کرتا ہے' اللہ بھی اسے ضائع کردیتا

ہے اور وہ مخلوق کے درمیان ناپید ہو کر رہ جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کے اہل خانہ اور اقرباء جن سے اسے نفع کی امید رہتی ہے' ان کی طرف سے بھی اسے نقصان اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

دوسرا سبب :اللہ تبارک وتعالی کا تقوی اختیار کرنا' اللہ تعالی نے فرمایا ہے:﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجۡعَل لَّهُۥ مَخۡرَجٗا ۝٢ وَيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُۚ ۝٣﴾ [سورة الطلاق:2-3].

ترجمہ: اور جو شخص اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارا کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ''من أراد دوام العافية فليتق الله ''یعنی کہ: جو ہمیشہ عافیت چاہتا ہے وہ اللہ سے ڈرے۔

تیسرا سبب : درد والم اور غم کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالی سے دعا کرنا' اللہ رب العالمین دعا کرنے والے کو رد نہیں کرتا اور ناہی امید کرنے والے کو خائب وخاسر کرتا ہے، لہذا اللہ جل جلالہ سے دعا کیجئے اور اسی سے لو لگایئے۔

کسی عالم نے کہا ہے کہ: تعجب ہے ان چار قسم کے لوگوں پر جو ان چار چیزوں سے غافل ہیں:

تعجب ہے اس پر جسے ضرر لاحق ہو اور وہ اللہ کے اس فرمان سے غافل رہے:﴿ ۞ وَأَيُّوبَ إِذۡ نَادَىٰ رَبَّهُۥٓ أَنِّي مَسَّنِيَ ٱلضُّرُّ وَأَنتَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝٨٣﴾ [سورة الأنبياء:83].

ترجمہ: ''ایوب علیہ السلام کی اس حالت کو یاد کرو جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اور اللہ تعالی جوابا کہتا ہے: ﴿فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ فَكَشَفۡنَا مَا بِهِۦ مِن ضُرّٖۖ ۝٨٤﴾ [سورة الأنبياء:84].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی سن لی اور جو دکھ انہیں تھا اسے دور کر دیا

مجھے اس پر بھی حیرت ہے جو حزن و غم کا شکار ہو اور اللہ کا یہ ارشاد اس کی نظر سے اوجھل رہے: ﴿ وَذَا ٱلنُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَٰضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقۡدِرَ عَلَيۡهِ فَنَادَىٰ فِي ٱلظُّلُمَٰتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٨٧﴾ ﴾ [سورة الأنبياء:87].

ترجمہ: "مچھلی والے کو یاد کرو جبکہ وہ غصہ سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں گے بالآخر وہ اندھیروں کے اندر سے پکارا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں ہو گیا"

اور اللہ تعالی کہتا ہے: ﴿ فَٱسۡتَجَبۡنَا لَهُۥ وَنَجَّيۡنَٰهُ مِنَ ٱلۡغَمِّۚ وَكَذَٰلِكَ نُـۨجِي ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٨٨﴾ ﴾ [سورة الأنبياء:88].

ترجمہ: تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے نجات دے دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچایا کرتے ہیں۔

اس پر بھی تعجب ہے جسے لوگوں کے مکر و فریب نے گھیر رکھا ہے اور وہ اللہ کے اس فرمان سے غفلت برتتا ہے:

﴿ وَأُفَوِّضُ أَمۡرِيٓ إِلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَصِيرُۢ بِٱلۡعِبَادِ ﴿٤٤﴾ ﴾ [سورة غافر:44].

ترجمہ: میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں یقیناً اللہ تعالی بندوں کا نگراں ہے

جب کہ اللہ فرماتا ہے: ﴿ فَوَقَىٰهُ ٱللَّهُ سَيِّـَٔاتِ مَا مَكَرُواْۖ وَحَاقَ بِـَٔالِ فِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ ٱلۡعَذَابِ ﴿٤٥﴾ ﴾ [سورة غافر:45].

ترجمہ: "پس اسے اللہ تعالی تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا"

اس پر بھی تعجب ہے جو خائف تو ہو لیکن اللہ کے اس قول سے غافل ہو: ﴿ وَقَالُواْ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ ﴾ [سورة آل عمران:173].

ترجمہ: "اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے" جبکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿ فَٱنقَلَبُواْ بِنِعۡمَةٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَفَضۡلٖ لَّمۡ يَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٞ ﴿١٧٤﴾ ﴾ [سورة آل عمران:174].

ترجمہ: نتیجہ ہوا کہ للہ کی نعمت وفضل کے ساتھ لوٹے' انہیں کوئی برائی نہ پہنچی۔

چوتھا سبب :اللہ رب العالمین پر مکمل بھروسہ کرنا، توکل کی حقیقت یہ ہے کہ تمام مشروع اور مباح أسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد رکھے، ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے' وہی ہر چیز کو پیدا کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں سارے معاملات ہیں' وہ کسی چیز کو کہتاہے کہ "ہو جا "تو "ہو جاتی ہے "اور وہ جس چیز کا ارداہ کرتا ہے وہ ہو کر رہتی ہے'جس کا ارادہ نہیں کرتا وہ چیز پیش نہیں آتی ہے، لہذا مسلمان پر واجب ہے کہ رغبت وامید'خوف ورجاء اور محبت ومودت ہر معاملات میں اللہ ہی سے اپنا دل جوڑے رکھے، جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے دینی اور دنیاوی ہر معاملہ میں کافی ہوتا ہے' اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ بَٰلِغُ أَمْرِهِۦ ۚ قَدْ جَعَلَ ٱللَّهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا ﴿٣﴾﴾ [سورة الطلاق:3].

ترجمہ: اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا' اللہ اپنا کام پورا کرکے ہی رہے گا۔ اللہ تعالی نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کررکھا ہے۔

پانچواں سبب :قران کریم کی کثرت سے تلاوت کرنا' اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هُدًى وَشِفَآءٌ ۖ ﴿٤٤﴾﴾ [سورة فصلت:44].

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفا ہے"

شاعرہ أمل الشیخ نے کیا خوب کہاہے کہ:

لما تلا قول الرحيم تبدلت

أحزانه للسعد والأفراح

ولكل إنسان مفاتح فرحة

وأنا...تلاوة آية مفتاحي

ترجمہ: جب اس نے رحمت والی ذات کے کلام کی تلاوت کی تو اس کے غم واندوہ سعادت وفرحت میں بدل گئے' ہر انسان کے پاس مسرت وشادمانی کی کچھ کنجیاں ہوتی ہیں اور میرے لئے تلاوت قرآن ہی سعادت ومسرت کی چابی ہے۔

چھٹا سبب : قبولیت کی گھڑی میں قیام اللیل کا اہتمام، جو قیام اللیل کا اہتمام کرتا ہے اسے وہ گھڑی نصیب ہوتی ہے جس میں اللہ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: "بلندی و برکت والا ہے ہمارا پروردگار ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری حصہ رہ جاتا ہے، وہ کہتا ہے: کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا کو قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں' کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں[1] "

ساتواں سبب : صدقہ و خیرات کرنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً رازدارانہ انداز میں کیا جانے والا صدقہ رب تبارک و تعالی کے غضب کو ختم کر دیتا ہے"[2] نیز آپ کا ارشاد ہے: "صدقہ گناہ کو ایسے مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو مٹا دیتا ہے"[3] ۔

آٹھواں سبب : بھلائی کے کام کرنا: بندوں کے ساتھ بھلے کام کے ذریعہ احسان کرنا جیسے انہیں ضرورت پر قرض دینا یا ان کے ساتھ نیکی کرنا یا انہیں ہدیہ دینا یا ان پر صدقہ کرنا یا کوئی ضرورت پورے کرنے میں سفارش کے ذریعہ اس کی مدد کرنا' یا اس کے قرض کا پورا بوجھ یا تھوڑا ہی حصہ اپنے ذمہ لے لینا یا اس کے علاوہ احسان کی مختلف شکلوں میں سے کسی بھی طریقہ سے اس کے ساتھ محسنانہ رویہ برتنا' اللہ فرماتا ہے: "﴿ هَلْ جَزَآءُ ٱلْإِحْسَٰنِ إِلَّا ٱلْإِحْسَٰنُ ﴿٦٠﴾ ﴾ [سورة الرحمن:60].

ترجمہ: احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔

نواں سبب : استغفار، استغفار اللہ رب العالمین کو راضی کرتا اور اس کی ناراضگی سے نجات دلاتا ہے' اللہ تعالی خود کہتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ ٱللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ ﴾ [سورة الأنفال:33].

ترجمہ: اور اللہ تعالی ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

---

(1) صحیح بخاری

(2) امام البانی نے صحیح الترغیب میں اس کی تخریج کی ہے اور اسے حسن لغیرہ کہا ہے

(3) اسے امام البانی نے صحیح الترغیب میں صحیح کہا ہے

جو استغفار کا التزام کرتا ہے اللہ اس کے لئے ہر مصیبت سے نکلنے کا راستہ ہموار کر دیتا ہے، ہر تنگی کو اس کے لئے آسانی میں بدل دیتا ہے اور اسے ایسی جگہوں سے رزق عطا کرتا ہے کہ اس کے خیال میں بھی نہیں رہتا۔

دسواں سبب: توبہ میں جلدی کرنا، اللہ تعالی کہتا ہے: ﴿فَإِن يَتُوبُواْ يَكُ خَيۡرٗا لَّهُمۡۖ وَإِن يَتَوَلَّوۡاْ يُعَذِّبۡهُمُ ٱللَّهُ عَذَابًا أَلِيمٗا فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِۚ وَمَا لَهُمۡ فِي ٱلۡأَرۡضِ مِن وَلِيّٖ وَلَا نَصِيرٖ ٧٤﴾ [سورة التوبة:74].

ترجمہ: اگر یہ اب بھی توبہ کر لیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر منہ موڑ رہے ہیں تو اللہ تعالی انہیں دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ کھڑا ہو گا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ: آفت و مصیبت صرف گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور اسے محض توبہ ہی ٹال سکتا ہے۔[1]

)1 (خطبہ ڈاکٹر خالد المشیقح بہ عنوان "ابتلاء و آزمائش اور مصیبتوں کو دور کرنے کے اسباب" مع تصرف واختصار

اس سے پہلے کہ میں آپ کو الوداع کہوں

جو شخص تقدیر الٰہی پر راضی نہیں رہتا وہ خود بھی شقاوت و بدبختی کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے ارد گرد رہنے والے لوگوں کو بھی شقاوت میں مبتلا کئے رہتا ہے' اس کی فکر مندی دوگنی ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں اس کی نفسیاتی تکلیف بڑھ جاتی ہے اور مختلف بیماری کی شکل میں جسمانی تکلیف بھی ظاہر ہونے لگتی ہے!

مختصر یہ کہ: آپ خود کو اذیت نہ دیں' اپنے دکھ کو نہ بڑھائیں' تقدیر پر اعتراض کرنے سے نہ تو آپ کو شرعی فائدہ پہنچنے والا ہے اور نہ عقلی' بلکہ اس سے آپ کے دکھ درد میں اور اضافہ ہی ہوگا۔

آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ آپ ہی صرف آزمائش سے دوچار ہیں' دیگر سارے لوگ سعادت وخوش بختی کے ساتھ جی رہے ہیں... نہیں... لیکن سچائی یہ ہے کہ کچھ لوگ مجلسوں میں اپنے دکھ درد بیان کرتے پھرتے ہیں جس سے آپ سمجھتے ہیں کہ وہ آزمائش سے دوچار ہیں' جب کہ کچھ لوگ خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اللہ ہی سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں' جس کی وجہ سے اللہ ان پر سکون اور ثابت قدمی نازل فرماتا ہے اور آپ انہیں ہنستا مسکراتا خوش وخرم دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ وہ تمام تر ابتلاء وآزمائش سے خالی ہیں۔

اخیر میں جس حقیقت سے میں پردہ اٹھانا چاہتی ہوں وہ یہ کہ: بہت سے وہ لوگ جنہیں زندگی میں کامیابی کا سہرا نصیب ہوتا ہے وہ ابتلاء وآزمائش سے دوچار ہوتے ہیں' انبیاء کرام' صحابہ عظام' علماء' قائدین اور دیگر چھوٹے بڑے مرد وعورت سارے کامیاب افراد آزمائش کے شکار ہوتے ہیں... بلکہ کچھ لوگ تو آزمائش کے بعد ہی کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں' آزمائش سے پہلے انہیں کوئی کامیابی نہیں ملتی۔

میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے توفیق یافتہ شاعرہ اَمل الشیخ کے ان اشعار کے ساتھ آپ کو الوداع کہنا چاہتی ہوں جو ہر مصیبت زدہ انسان کے لئے حوصلہ بخش ہیں:

ترجمہ:

اے تکلیف سے دوچار انسان! صبر کا دامن تھامے رہیں

یقیناً تنگی کے بعد آسانی ہے

بے شک غم کے بعد امن اور سکون ہے

اسے لئے غم واندوہ پر اللہ سے اجر کے امیدوار رہیں

آنسو ہمیشہ نہیں بہتے رہتے

آپ ایک زمانے تک سعادت سے بہرہ مند رہیں گے

اے رات کو آہ وبکا کرنے والے!

عنقریب نور اور روشنی کے ساتھ صبح طلوع ہونے والی ہے

اے دل شکستہ انسان! مجھے بتائیں کہ

کیا اللہ ہمیشہ کسی شکستگی اور مجبوری کو باقی رکھتا ہے

یقیناوہ رب جو مصیبت کے وقت آپ کے حالات سے آگاہ تھا

وہ صبر کے وقت آپ کے احوال سے زیادہ باخبر ہے

آپ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں' کیوں کہ عاجزی ایک عیب ہے

آپ کے لئے ایمان کا تاج زیبا ہے

دنیا کی کوئی حقیقت نہیں کہ دل اس کے پیچھے جبر اور قہر میں ٹوٹتا رہے

آپ فکر دنیا میں یوں گھلتے نہ رہیں' اس لئے کہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جو نہ صحراءو بیاباں میں تنگ ہے اور نہ سمندروں میں۔

دنیا سے اپنی خوشی حاصل کرتے رہیں

دل میں کوئی راز نہ چھپائے رکھیں!

اپنی دنیا میں نرمی اور اعتدال کے ساتھ چلتے رہئے اور جان رکھئے کہ ہر چیز مقدر ہے

جس نے آپ کو حیات دی ہے' وہ وہی رب ہے جس کے لئے آپ کا اس دنیا میں مستقر رہنا موجب رضا تھا

ہمارا رب رحمن ومہربان ہے' ایسا رب جو بڑا اکرم فرما اور داتا ہے

اے مصیبت زدہ انسان! صبر کا دامن تھامے رہیں

یقیناپریشانی کے بعد آسانی ہے

اے اللہ !تو ہماری اور مسلمانوں کی آزمائش کو دور فرمادے ‘ ہمیں دنیاوآخرت میں سعادت سے سرفراز کر ‘ تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں جو تعریف کا مستحق ہے اور جس کے ہاتھ میں توفیق وہدایت ہے ‘ میں اللہ سے ہم تمام لوگوں کے لئے اخلاص اور قبول کا سوالی ہوں۔ اے اللہ درودو سلام اور برکتیں نازل فرما محمد بن عبد اللہ پر جنہیں تو نے اپنے لطف وکرم سے ہر مصیبت سے نجات بخشا ‘ اور آپ کے اصحاب اور اہل وعیال پر بھی۔

فہرست موضوعات

عنوان **صفحہ**

مقدمہ------------------------------------ ۲
آزمائش نے مجھے سکھایا---------------------------- ۴
قرآن------------------------------------ ۳۴
لوگ------------------------------------ ۳۷
حسد------------------------------------ ۴۸
بیماری------------------------------------ ۵۱
دعاء------------------------------------ ۶۱
مصیبت کے وقت کی دعائیں---------------------------- ۶۳
قلم کاری اور صحافت---------------------------- ۶۵
موت------------------------------------ ۶۸
مصائب اور حزن وملال کی تپش کا علاج-------------------- ۷۱
ابتلاء وآزمائش دور کرنے کے اسباب-------------------- ۷۶
اس سے پہلے کہ میں آپ کو الوداع کہوں-------------------- ۸۲
فہرست موضوعات---------------------------- ۸۵